بانی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

مولانا عبید اللہ انور

امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ

مجاہد الحسینی

فضیلتِ شبِ برأۃ

- اس برأۃ کی رات کو عبادت کرو۔ شبِ برأۃ کے بعد دن کو روزہ رکھو۔
- اس رات کو سورج کے غروب ہونے سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی تجلّی (نور کا پرتو) آسمانِ دنیا پر نازل ہوتی ہے۔
- اس رات کو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دوں۔ کوئی مجھ سے رزق مانگنے والا ہے کہ اُسے رزق دوُں۔ کوئی شخص کسی مصیبت میں پھنسا ہوُا ہے کہ مَیں اُسے نجات دے دوں۔ علیٰ ہذا القیاس اسی طرح مختلف حاجاتِ انسانی کا نام لے کر پکارتا رہتا ہے کہ کوئی مجھ سے مانگے تو مَیں اس کی وہ حاجت پوری کردوُں۔ ایک دوسری حدیث میں ہے:۔
- شبِ برأۃ میں اللہ تعالےٰ اپنی ساری مخلوق کو بخش دیتا ہے مگر مشرک (جو کہ اللہ تعالےٰ کے حقوقِ بندگی دوسرے کو دیتا ہے) کو نہیں بخشتا مگر کینہ ور کو نہیں بخشتا۔
- اس رات میں اللہ تعالےٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ اپنے بندوں کو مغفرت فرماتا ہے۔
- اس رات میں آئندہ سال کے پیدا ہونے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے۔
- اس رات میں آئندہ سال کے مرنے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے۔
- اس رات میں انسانوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور میں اٹھا کر پیش کئے جاتے ہیں۔
- اس رات میں انسانوں کے رزق کا اندازہ نازل کیا جاتا ہے۔

۱۲ شعبان المعظم ۸۹ھ، ۲۴ اکتوبر ۶۹ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان غربی

اَحادِیثُ الرَّسُول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَالْجِہَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ"، قَالَ قُلْتُ: اَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "اَنْفَسُہَا عِنْدَ اَہْلِہَا، وَاَکْثَرُہَا ثَمَنًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ کون سا عمل افضل و بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اللہ رب العزت کے راستہ میں جہاد کرنا، پھر میں نے عرض کیا، کہ کون سا غلام آزاد کرنا افضل و بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا، کہ جو اپنے مالک کو بہت پیارا اور سب سے زیادہ قیمتی ہو (بخاری ومسلم)

وَعَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَیْدٍ قَالَ: رَاَیْتُ اَبَا ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ وَعَلٰی غُلَامِہٖ مِثْلُہَا، فَسَاَلْتُہٗ عَنْ ذٰلِکَ، فَذَکَرَ اَنَّہٗ سَابَّ رَجُلًا عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَیَّرَہٗ بِاُمِّہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّکَ امْرُؤٌ فِیْکَ جَاہِلِیَّۃٌ" ہُمْ اِخْوَانُکُمْ، وَخَوَلُکُمْ جَعَلَہُمُ اللّٰہُ تَحْتَ اَیْدِیْکُمْ فَمَنْ کَانَ اَخُوْہُ تَحْتَ یَدِہٖ فَلْیُطْعِمْہُ مِمَّا یَاْکُلُ وَیُلْبِسْہُ مِمَّا یَلْبَسُ، وَلَا تُکَلِّفُوْہُمْ مَا یَغْلِبُہُمْ فَاِنْ کَلَّفْتُمُوْہُمْ فَاَعِیْنُوْہُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ۔ حضرت معرور بن سوید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، کہ آپ پر ایک جوڑا تھا۔ اور آپ کے غلام پر بھی ویسا ہی لباس تھا۔ تو میں نے اس کا سبب دریافت کیا حضرت ابوذر نے بیان کیا۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کی کسی آدمی سے تیز کلامی ہوگئی تو حضرت ابوذرؓ نے اس کو اس کی ماں کا نام لے کر شرم دلائی (کیونکہ اس کی ماں ایرانی تھی) اس پر رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ تجھ میں جاہلیت کا اثر ہے۔ وہ تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے خدام ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے زیر دست بنایا ہے۔ سو جن کا بھائی اس کے ماتحت ہو۔ تو وہ اس کو وہ کھلائے جو خود کھاتا ہے۔ اور وہ لباس پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ اور برداشت سے زیادہ کام کی ان کو تکلیف نہ دو اور اگر اس قسم کی تکلیف ان کو دیتے ہو تو پھر ان کی مدد کرو (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِذَا اَتٰی اَحَدَکُمْ خَادِمُہٗ بِطَعَامِہٖ فَاِنْ لَمْ یُجْلِسْہُ مَعَہٗ فَلْیُنَاوِلْہُ لُقْمَۃً اَوْ لُقْمَتَیْنِ اَوْ اُکْلَۃً اَوْ اُکْلَتَیْنِ فَاِنَّہٗ وَلِیَ عِلَاجَہٗ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا خادم اس کا کھانا لے کر آئے۔ اور وہ اس کو اپنے ساتھ (کھانے پر) بٹھانا گوارہ نہ کرے۔ تو (کم از کم)، ایک یا دو نوالہ اس کو چکھا دے، یا ایک یا دو لقمہ اس کو دے دے۔ اس لئے کہ وہی بمشقت اسے تیار کر کے لایا ہے۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْمَمْلُوْکُ الَّذِیْ یُحْسِنُ عِبَادَۃَ رَبِّہٖ، وَیُؤَدِّیْ اِلٰی سَیِّدِہِ الَّذِیْ عَلَیْہِ: مِنَ الْحَقِّ، وَالنَّصِیْحَۃِ، وَالطَّاعَۃِ، لَہٗ اَجْرَانِ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

ترجمہ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ وہ غلام جو اپنے رب کی اچھے طریقہ سے عبادت کرتا ہے اور اُس کے سردار کا اس پر جو حق واجب ہے۔ اس کو ادا کرتا ہے (خواہ) وہ نصیحت سے ہو یا اطاعت سے تو اس کے لئے دوہرا ثواب ہے (اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے)

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْعِبَادَۃُ فِی الْہَرْجِ کَہِجْرَۃٍ اِلَیَّ"، رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فتنہ کے زمانہ میں عبادت کرنا۔ میری طرف ہجرت کر کے آنے کے برابر ہے۔ (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے)

وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَقَاضَاہُ فَاَغْلَظَ لَہٗ، فَہَمَّ بِہٖ اَصْحَابُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "دَعُوْہُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا"، ثُمَّ قَالَ اَعْطُوْہُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّہٖ"، قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَا نَجِدُ اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّہٖ قَالَ: اَعْطُوْہُ فَاِنَّ خَیْرَکُمْ اَحْسَنُکُمْ قَضَاءً"، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اپنے قرض کا تقاضا کر رہا تھا اور آپ پر اس نے سختی کی۔ آپ کے صحابہؓ نے اس کو ڈرانے کا ارادہ کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس کو چھوڑ دو۔ اس لئے کہ صاحب حق کو کہنے کا حق ہے پھر فرمایا، کہ اس کو اس کے اونٹ کے برابر عمر والا اونٹ دے دو (آپ نے اس سے اونٹ قرض لیا تھا)، تو صحابہ نے کہا۔ کہ یا رسول اللہ! اونٹ نہیں ہے مگر اس سے عمر میں زائد اور اچھا فرمایا وہی دے دو، کیونکہ تم میں بہترین حضرات وہ ہیں جو قرض خوبی سے ادا کریں (بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰی، وَاِذَا اقْتَضٰی" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

ترجمہ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو نرمی کرتا ہے۔ جب کوئی چیز بیچتا اور خریدتا ہے۔ اور جب کہ وہ اپنے حق کا تقاضا کرتا ہے (بخاری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۱۲ شعبان ۱۳۸۹ھ
۲۴ اکتوبر ۱۹۶۹ء

جلد ۱۵
شمارہ ۲۴

فون نمبر ۶۷۵۴۵

"خدام الدین" کی پالیسی • ایک ضروری وضاحت

بعض احباب نے ہمیں اس طرف متوجہ کیا ہے کہ خدام الدین کے گذشتہ چند شماروں میں ایسے بھی مضامین شائع ہو گئے ہیں جن میں ایک دو جملے ایسے ہیں جو اس مسلک و مؤقف کے مطابق نہیں، جو خدام الدین اور علماءِ حق کا موقف و مسلک ہے۔

اس سلسلے میں خاص طور پر ایک تو بہت ہی پرانے خدام الدین کے شمارہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو غالباً ۱۹۶۲ء کے کسی مہینہ اور تاریخ کا پرچہ ہے اس میں بعض صحابہ کرامؓ کے بارے میں ایسے فقرے درج ہو گئے ہیں جن کو دکھلا کر صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی اور ان کی ذات پر اعتراضات عائد کرنے والی جماعت اور افراد اپنی دریدہ دہنی کا جواز ثابت کیا کرتے ہیں۔

اور دوسرا اسی طرح کا ایک شمارہ ہے جس میں ایم عبدالرحمان صاحب لودھیانوی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "قرآن بذاتِ خود ایک مکمل دستور العمل ہے اس میں کسی ازم کی مطلق گنجائش نہیں ہے"۔

اس مضمون میں ایک دو جگہ سوشلزم کے ان پہلوؤں کا جنہیں سوشلزم کے حامی بطور خوبی ذکر کیا کرتے ہیں، بیان کرکے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ پہلو نہایت جامع و مانع طور پر اسلام میں بھی موجود ہے اور پھر اس مضمون میں کسی مصنف کا ایسا قول بلا حوالہ نقل کر دیا گیا جس سے سوشلزم کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ بھی ہو جاتی ہے۔

حالانکہ صاحبِ مضمون نے آخر میں صاف صاف کہہ دیا ہے کہ "اسلام میں سوشلزم، کمیونزم، امپیریلزم، کیپیٹل ازم کی کوئی گنجائش نہیں"۔

چنانچہ وہ جملہ جس میں سوشلزم کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے ہوتی ہے اگرچہ کسی دوسرے کا قول ہے لیکن جس انداز سے وہ بلاحوالہ نقل ہوا اس سے بہت سی غلط فہمیاں پھیلائی جا سکتی ہیں اور پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ہم یہاں سب سے پہلے تو یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ نہ صرف خدام الدین کے ان دونوں پرچوں کی یہ عبارتیں بلکہ گذشتہ اشاعتوں میں سے کسی بھی پرچہ کی ایسی عبارت جس سے حضرات صحابہ کرامؓ میں سے کسی بھی صحابی کی تخفیف کا ادنیٰ سا بھی شائبہ یا پہلو نکلتا ہو، ہم اس سے مکمل برأت کا اعلان کرتے ہیں اور ایسی ہر تحریر سے رجوع کرکے اپنے اللہ کے حضور معافی کے طالب ہیں۔

اسی طرح اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ کسی بھی ازم کی نسبت سے بھی ہم پوری پوری برأت کا اعلان کرتے ہیں اور اس قسم کے جملے کی نقل کو بھی ہم ایک غلطی سے تعبیر کرتے ہیں۔

ثانیاً یہ کہ ہم یہاں پر اس وضاحت کو بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد خدام الدین کی ترتیب، خطبۂ جمعہ اور مجلس ذکر کے بیانات کی تدوین ایڈیٹر خدام الدین کی ذمہ داری رہی ہے۔ حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہ کو چونکہ بکثرت مصروفیتوں کی بناء پر خدام الدین میں شائع ہونے والے بیانات پر نظر ڈالنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔

ایسی صورت میں خطبۂ جمعہ اور مجلس ذکر کے بیانات کی ترتیب و تدوین اکثر وبیشتر سامعین میں سے کوئی صاحب کر لیا کرتے ہیں اور وہ خدام الدین کے جدید انتظام سے قبل بغیر مزید ملاحظہ اور تصحیح کے شائع ہوتے رہے ہیں۔

یہی صورتِ حال آمدہ مضامین کے سلسلہ میں بھی جاری تھی، محض اسی وجہ سے یہ دو فروگذاشتیں سرزد ہو گئیں۔ لیکن اب جدید انتظام کے بعد اس طرف خاص توجہ دی جا رہی ہے اور انشاء اللہ آئندہ حتی الامکان پوری احتیاط سے کام لینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

تاہم انسان سے سہو و خطا کا صدور

(باقی صـ پر)

مندرجات

مدیر مسئول:
مولانا عبیداللہ انور مدظلہ

مدیر اعلیٰ:
مجاہد الحسینی

پاکستان کی حج پالیسی پر ایک نظر

——— مبصّر کے قلم سے ———

خدام الدین کے گذشتہ شمارہ میں عنوانِ بالا کے تحت حج سے متعلق جو حقائق و تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ ان سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے اس سال عوام اس مسئلہ کی اہمیت کے پیشِ نظر اس میں فوری تبدیلی کے خواہاں ہیں۔ ڈھاکہ میں پاکستان جمہوری پارٹی کے کنونشن میں بونس دوچہ پر حج کے خلاف قرارداد پاس کی گئی ——— مولانا محمد یوسف صاحب بنوری نے مختلف تجاویز پیش کیں۔ گاہے بگاہے کسی نہ کسی مذہبی رہنما کا بیان اخبارات میں چھپتا رہتا ہے لیکن "خدام الدین" نے اس مسئلہ کو جس انداز میں پیش کیا اور پھر اس ضمن میں جو تجاویز درج کی ہیں وہ اسی کا حصّہ ہے۔ دوسرے اخبارات و جرائد کو بھی چاہئیے کہ اس اہم قومی، مذہبی اور سیاسی مسئلہ کی طرف توجہ دیں۔

اسی ضمن میں چند معروضات کا اظہار بے محل نہ ہوگا:-

۱۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ماضی میں دیگر اہم مسائل کی طرح اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے پالیسی وضع کرتے وقت کبھی عوامی جذبات اور مذہبی تقاضوں کا خیال نہیں رکھا گیا۔ اس قسم کا کوئی مستقل محکمہ نہیں جس کے زیرِ اہتمام "حج پالیسی" عوامی، ملکی اور ملّی تقاضوں کو مدِّنظر رکھ کر بنائی جاتے۔ یہ محکمہ کبھی وزارتِ داخلہ کے تحت ہوتا تھا پھر وزارتِ خارجہ کے زیرِ اثر آ گیا۔ کچھ عرصہ وزارتِ مواصلات اس کی کارکردگی کی ذمہ دار رہی ہے۔ اب چند سالوں سے وزارتِ دفاع کے زیرِ نگیں ہے۔ اس طرح مختلف وزارتوں کے پاس رہنے کے باوجود نہ تو اس کے عملے میں کبھی عوامی یا مذہبی حلقوں کے نمائندوں کو شامل کیا گیا نہ حالات کے تقاضوں کو محسوس کیا گیا۔ یہ ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ "احکامِ حج" کے نام سے طواف کی لمبی چوڑی دعاؤں کے نام سے جو خوبصورت کتاب حکومت کی طرف سے شائع کی جاتی ہے اس کے پیچھے نہایت خوشنما الفاظ میں لکھا ہوتا ہے۔ "شائع کردہ وزارتِ اطلاعات و نشریات باہتمام محکمۂ مطبوعات و فلمسازی حکومتِ پاکستان"۔

۲۔ وزارتِ دفاع، ڈائریکٹریٹ جنرل آف پورٹس اینڈ شپنگ، وزارتِ اطلاعات و نشریات، محکمہ مطبوعات و فلم سازی حکومتِ پاکستان ——— یہ سب مل کر جو فارم برائے درخواست حج شائع کرتے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔ بے شمار سوالات ہیں جو ہر عازمِ حج سے صحیح جواب چاہتے ہیں۔ کئی خانے ہوتے ہیں جنہیں پُر کرنا پڑتا ہے۔ ان خانوں کی تعداد ہر سال گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ کبھی سفید کاغذ پر درخواست دی جاتی تھی۔

۱۹۶۰ء میں "ایوبی تلوار"

عازمینِ حج پر بھی لہرائی اور عازمینِ حج کو حکم دے دیا گیا کہ کرایہ خرچہ اور زرِ مبادلہ کی کل رقم درخواست فارم کے ہمراہ بصورت بنک ڈرافٹ بھیجی جائے۔ اسی دور میں نئے پرانے درخواست گذاروں کے لئے علیحدہ علیحدہ فارم شائع کئے گئے۔ ۱۹۶۴ء میں ایک ہی فارم پر درخواست کنندہ اور اس کے ہمراہیوں کا اندراج ہوا۔ بعد میں ہر ایک کے لئے الگ الگ فارم قابلِ استعمال قرار پایا۔ ہر فارم دو صفحوں پر (یعنی اصل اور نقل) پُر کرنے پڑتے ہیں۔ ان میں دستخط اور نشان کبھی چھ لگانے پڑتے ہیں کبھی چار۔ گذشتہ چھ سوال عازمینِ حج کے مستقبل کے بارے میں پوچھے گئے تھے کہ وہ سفرِ حج کے سلسلہ میں مقروض تو نہ ہو جائیں گے۔ محکمہ کو ممکن ہے یقین ہو کہ عازمینِ حج صحیح "پیشین گوئی" کریں گے۔ گذشتہ سال فارم کی پشت پر ایک رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر کا سرٹیفکیٹ چھپا تھا کہ:-

"تصدیق کی جاتی ہے کہ میں نے مسماۃ ..... بنت/زوجہ ..... ساکن ..... کا معائنہ کیا، جس کے دستخط یا نشان انگوٹھا نیچے ثبت ہیں کہ اس کو فروری ۱۹۶۹ء تک پانچ یا زائد ماہ کا حمل نہیں ہوگا۔

غرضیکہ حج فارم کے کالم نہ تو عام آدمی کے سمجھنے کے ہیں اور نہ ان کا پُر کرنا ان کے بس کی بات ——— اس کی شہادت ملک کے صفِ اوّل کے قانون دان میاں محمود علی قصوری دے سکتے ہیں جو پولیس کی ضمنیاں، منشیوں کے لفافہ جات تو پڑھ کر سمجھ لیتے ہیں اور بڑے بڑے مضمونوں کو سمجھا سکتے ہیں لیکن حج کا فارم پُر نہیں کر سکتے اور چار سال قبل قرعہ اندازی میں کامیاب ہو کر بھی صرف فارم کے غلط اندراج کی وجہ سے ناکام رہے تھے۔

حج فارم کے علاوہ ۱۶ صفحے کا ایک ہدایت نامہ بھی چھپتا ہے جو خوش قسمت عازمینِ حج کے ہاتھ لگ جاتا ہے۔

۳۔ گذشتہ چند سالوں میں نئے اور پرانے درخواست کنندگان سے عجیب و غریب سلوک ہوتا رہا ہے ——— جو درخواست کنندہ قرعہ اندازی میں ناکام رہتے ہیں وہ اگلے سال کوشش کرتے ہیں اس طرح سالہا سال درخواست دیتے رہتے ہیں کیونکہ ہر ضلع میں درخواستوں کی تعداد اس کو دی گئی نشستوں سے کم از کم بیس گنا ہوتی ہے۔ ان میں سے بعض کے پاس واپس آئے ہوئے فارم موجود رہتے ہیں بعض کے گم ہو جاتے ہیں کیونکہ کبھی حکومت کی طرف سے یہ ہدایت نہیں کی گئی کہ واپس آیا ہوا فارم سنبھال کر رکھیں اور آئندہ سال منسلک کریں ۱۹۶۶ء، ۱۹۶۷ء، ۱۹۶۸ء میں نئے پرانے کا امتیاز ختم کر دیا گیا۔ اور اچانک ۱۹۶۹ء میں اعلان ہوا کہ جن کے پاس گذشتہ ۵ سال کے اصل فارم موجود ہوں وہ اپنی درخواست کے ساتھ کراچی کے پتہ پر ارسال کریں۔ فارم پر بنک میں جمع کی گئی رقم کی رسیدوں کے نمبروں کا اندراج ہوتا ہے۔ بعض عازمین حج نے ان رسیدوں کے نمبروں سے بنک والوں سے سرٹیفکیٹ بنوا لئے کہ بنک کا ریکارڈ مستند سمجھا جاتا ہے لیکن رپورٹ حج آفیسر صاحب۔ اس

(باقی ص۱۷ پر)

خطبۂ جمعہ

۵ر شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۷ر اکتوبر ۱۹۶۹ء

اسلامی معاشرت کے چند اصول

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ : امّا بعد:
فاعوذ باللہ من الشّیطٰن الرّجیم : بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :—

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللہِ اَتْقٰکُمْ ۔ (الحجرات ع ۱۳)

ترجمہ : اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تو آپس میں شناخت کے لئے ۔ بے شک تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے ۔

بزرگانِ محترم! اس آیت کریمہ میں اسلامی آدابِ معاشرت کا ایک اصول اور اللہ کے نزدیک عزت و تکریم کا معیار واضح کیا گیا ہے ۔ اصول یہ بتایا گیا ہے کہ تفاخرِ انساب اسلام میں مردود ہے اور معیارِ عزت و تکریم فقط تقوےٰ و پرہیزگاری ہے، اور احکامِ اسلامی کی پابندی کرنے والا ہی اللہ کے ہاں محبوب ہے ۔

ظاہر ہے کہ جب تفاخرِ انساب کو مردود قرار دیا جائے گا تو نسلی و قومی اور طبقاتی اختلافات نام کو بھی نہ رہیں گے اور مساواتِ انسانی کا دَور دَورہ ہوگا ۔ نیز تقویٰ شعاری خدا کا خوف پیدا کرے گی، ایمان بالغیب کا عقیدہ قوی ہوگا، فریضۂ صلوٰۃ و زکوٰۃ اور صدقات کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں ہوگی، پہلی آسمانی کتابوں کی تکریم اور قرآنِ حکیم پر ایمان مستحکم ہوگا اور آخرت کا یقین پختہ ہوگا ۔

واضح امر ہے کہ جب تقویٰ شعاروں کی یہ پانچ خصوصیات (الذین یؤمنون[۱] بالغیب ویقیمون[۲] الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم[۳] ینفقون والّذین یؤمنون[۴] بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم[۵] یوقنون) انسان میں پیدا ہوجائیں گی تو معاشرہ جنت نظیر بن جائے گا — گناہ یکسر ناپید ہو جائیں گے، مساواتِ انسانی پیدا ہوگی، نظم و ضبط، اطاعتِ امیر، اپنی صفوں میں اتحاد اور پابندیٔ اوقات کے خصائص بیدار ہوں گے، منافرت و مغائرت ختم ہوگی، غرباء و مساکین کی ہمدردی کا جذبہ ابھرے گا اور خدا و آخرت پر یقین بڑھنے سے اپنی حقیقت سامنے آ جائے گی اور معاشرہ سے تمام برائیاں دُور ہو جائیں گی ۔

غرضیکہ اسلامی قانونِ معاشرت کا صرف ایک اصول اپنانے سے مندرجہ بالا فوائد مرتب ہوں گے ۔ لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہم نے تمام قوانینِ اسلامی کو یکسر ترک کر کے معاشرے کو جہنم کا نمونہ بنا رکھا ہے اور رحمتِ خداوندی سے روز بروز دُور ہوتے چلے جا رہے ہیں ۔

آئیے! اسلامی آدابِ معاشرت کے چند قوانین آج کی صحبت میں ازبر کر لیں اور پھر ان پر عمل پیرا ہو کر اللہ تعالےٰ کی عنایات و برکات کے مستوجب ٹھہریں اور معاشرہ کی اصلاح میں سنگِ میل کا کام دیں ۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ان اصولوں پر عمل کی توفیق دے — چند اصول مشتے از خروارے کے طور پر حسبِ ذیل ہیں :—

پہلا اصول

قولہٗ تعالےٰ : اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْآ (الحجرات ۶)

اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی بھی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو — کہ یہ خبر صحیح ہے یا نہیں ۔ ایسا نہ ہو کہ سنی سنائی بات پر یقین کر لیا اور اس پر کاربند ہوگئے — مبادا غلط فہمی سے کوئی اقدام کر بیٹھو اور بعد میں پشیمان ہونا پڑے ۔

حاصل یہ نکلا کہ سنی سنائی بات پر یقین نہ کیا جائے بلکہ تحقیق کے بعد کسی بات کو سچا مانا جائے — اس سے افواہوں، بے جا شکایتوں اور کئی دیگر مفاسد کا سدِّ باب ہو جائیگا جو محض سنی سنائی باتوں اور جھوٹی خبروں کا نتیجہ ہوتے ہیں ۔

دوسرا اصول

قولہٗ تعالےٰ :- وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا ۔ (الحجرات رکوع ۱)

اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو ۔

اس حکمِ ربانی سے خانہ جنگی کی ممانعت ہوتی ہے اور مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کی ترغیب ملتی ہے — ہر شخص جانتا ہے کہ جلتی پر تیل ڈالنے والے تو بہت ہوتے ہیں اور بجھانیوالا کوئی کوئی ہوتا ہے مگر قرآن کریم نے واضح کر دیا اور اسلامی معاشرت کا یہ قانون وضع کر دیا ہے کہ جب مسلمان مسلمان لڑ پڑیں تو بیچ بچاؤ کرا دو اور کسی کی طرف داری نہ کرو تاکہ مسلمان خانہ جنگی اور آپس میں بغض و کینہ کی آفت سے بچے رہیں ۔

تیسرا اصول

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ (الحجرات ع ۲)

اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم پر نہ ہنسے ۔

حاصل یہ ہے کہ کسی قوم کو دوسری قوم پر تمسخر نہیں کرنا چاہئے ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں ۔ عورتوں کو دوسری عورتوں سے، مردوں کو عورتوں سے یا عورتوں کو مردوں سے ہرگز ٹھٹھا نہیں کرنا چاہئے ۔ اس سے مفاسد بڑھتے ہیں ۔

(باقی صـ

چنانچہ مسلمانوں کو کسی دوسرے پر ہنسنے یا ٹھٹھا کرکے اُسے بے عزت کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

چوتھا اصول

قولہٗ تعالےٰ: وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ

اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو۔

ظاہر ہے طعنہ زنی بھی دل دکھانے والی چیز ہے اور کسی کا دل دکھانا یہ اللہ تعالےٰ کو پسند نہیں اور اس سے بھی معاشرے میں منافرت اور فساد کی آبیاری ہوتی ہے۔

پانچواں اصول

قولہٗ تعالےٰ: وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ

اور ایک دوسرے کے نام نہ دھرو۔ یہاں یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی کو بُرے الفاظ اور بُرے القاب سے ہرگز یاد نہ کرو ـــ اور نہ کسی کو چڑنے والے ناموں سے پکارو۔

چھٹا اصول

قولہٗ تعالےٰ: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ط

اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو۔

خدا کی پناہ۔ بدگمانی بھی فساد کی جڑ ہے۔ اور معاشرے میں سینکڑوں فساد اس کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ـــ دیکھا گیا ہے کہ بعض گمان یقیناً غلط ہوتے ہیں اور بعض آدمیوں کو تو یہ مرض ہوتا ہے کہ وہ ہر کسی سے بدظن رہتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ اس مرض سے بچائے اور ہر مسلمان کو ظن خیر کی توفیق نصیب فرماتے۔ آمین۔

ساتواں اصول

قولہٗ تعالےٰ: وَلَا تَجَسَّسُوْا

اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو۔

مقصد یہ ہے کہ کسی کے حالات کی کھود کرید اور بلا وجہ تفتیش نہ کرو۔ بعض لوگوں کو یہ عادت ہوتی ہے کہ فلاں یہاں کیوں بیٹھتا ہے، کیا باتیں کرتا ہے۔ کہیں ہماری مخالفت تو نہیں کرتا۔ اس میں یہ عیب ہے، فلاں میں یہ بیماری ہے ـــ اس سے بھی مفاسد پھیلتے ہیں اور یہ سخت بُری عادت ہے ـــ پس بے مطلب کے تجسس اور عیب جوئی سے پرہیز لازم ہے۔

آٹھواں اصول

قولہٗ تعالےٰ: وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا۔

اور نہ کسی کی غیبت کیا کرے۔

حدیث شریف میں آتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے؟ لوگوں نے عرض کی ـــ اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں ـــ آپؐ نے فرمایا۔ اپنے بھائی کی وہ بات ذکر کرنی جو اسے بُری معلوم ہو۔ کسی نے عرض کی۔ اگر وہ بات اس میں ہو؟ تو پھر فرمایا۔ یہی تو غیبت ہے اور اگر وہ بات اس میں نہیں پھر تو بہتان ہے۔

محترم حضرات! اسلامی معاشرت کے یہ چند اصول مشتے از خروارے کے طور پر آپ کے سامنے رکھے گئے ہیں اور میرا دعوےٰ ہے کہ اگر مسلمان صرف یہی چند اصول اپنا لیں تو انہیں دنیا اور آخرت کی بھلائیاں نصیب ہو سکتی ہیں۔

مجھے یقین کامل ہے اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر مسلمان ان اصولوں کو پیش نظر رکھیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں تو نہ صرف شخصی و خاندانی جھگڑے بلکہ قومی و ملی تنازعے جو آپس میں رنج و نفرت کا باعث بن رہے ہیں سب مٹ جائیں، سب مسلمانوں کے دلوں میں مہر و محبت اور ایک دوسرے کے لئے عزت و احترام پیدا ہو جائے اور ان اصولوں کی پابندی سے دنیا میں بہشت کا سماں کھنچ جائے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو ان اصولوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین۔

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور سکھائے۔

بقیہ: اداریہ

ہر لمحہ ممکن ہے اس لئے ہم قارئین خدام الدین کی خدمت میں بھی عرض کریں گے کہ وہ جب کبھی کوئی ایسی فروگذاشت دیکھیں تو ہمیں فوراً مطلع فرما دیں تاکہ اس کا بر وقت تدارک کیا جا سکے۔

ہمارے اسلاف اور بزرگوں کا یہ مؤقف تو سب کے لئے مشعل راہ اور موعظت کا باعث ہونا چاہئے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں یہ شعر طبع ہو گیا ؎

ز کاف کعبہ تا کاف کراچی
سراسر کفر کفر و دون کفر!

اس شعر کو جماعت اسلامی کے ایک رہنما نے حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں صاحب کلام کا نام ظاہر کئے بغیر اس وضاحت کے ساتھ ارسال کر دیا کہ اس میں کعبۃ اللہ کی اہانت کا پہلو نکلتا ہے۔ حضرت لاہوریؒ نے مکتوب نگار کی وضاحت سے اتفاق کرتے ہوئے تحریر کر دیا کہ واقعی یہ شعر قابل اعتراض ہے۔ حضرتؒ کے جواب کو سیاسی رنگ دیتے ہوئے جماعت اسلامی کے اس رہنما نے اخبار میں شائع کر دیا کہ وہ شعر حضرت امیر شریعتؒ کا ہے۔ شاہ صاحبؒ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اگرچہ میرے نہاں خانۂ دماغ کے کسی گوشہ میں بھی کعبہ کی اہانت کا تصور نہ تھا لیکن حضرت لاہوری کی فراست و بصیرت صحیح ہے اس لئے میں اپنے کلام سے اس شعر کو خارج کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور معافی کا خواستگار ہوں۔

اللہ کے فضل سے ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو اپنی فروگذاشتوں یا کوتاہیوں کا عنداللہ اور عندالناس اعتراف کرنے کو عار سمجھتے ہیں اور ان سے رجوع کرنے کو نہ صرف اپنی ہتک سمجھتے ہیں بلکہ ان غلطیوں اور کوتاہیوں کو اپنی "پرسٹیج" کا سوال بنا کر اپنی جماعت کی پالیسی اور مؤقف قرار دے رہے ہیں۔

مجلسِ ذکر ۴ر شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۶ر اکتوبر ۱۹۶۹ء

نجاتِ دارین کا نسخہ

از حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ~~~ مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : اَمَّا بَعْدُ :-
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :-

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا ۔ (التحریم ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔

طلبِ صادق

یہ مخلوقات، یہ ساری ارض و سما اور اس کے درمیان جو بھی کچھ انعامات اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے پیدا کئے ہیں اور احسانات اللہ تعالےٰ نے آپ پر کئے ہیں۔ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ط (ابراہیم ۳۴) اگر گنا چاہو تو گن بھی نہیں سکتے۔ ارشادِ خداوندی ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۔ (ابراہیم ۷) شکر کروگے تو میں بڑھا کے دوں گا۔ کفرانِ نعمت کروگے، تم اپنے حسبِ حیثیت بھی شکر ادا کرنے کی کوشش نہ کروگے تو پھر میرا عذاب بھی بہت شدید ہے چونکہ یہی تعلیم ہے قرآن کی، لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ۔ (النجم ۳۹) انسان کے ذمّے صرف کوشش ہے۔ اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ ط کوشش آپ کریں، تکمیل تک خالق پہنچا دے گا۔ طلب صادق ہو تو اللہ تعالےٰ منزل تک پہنچا دیتے ہیں، یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ آخر جنید بغدادیؒ، صہیب رومیؓ، سلمان فارسیؓ، کہاں کہاں سے چلے؟ بلالِ حبشیؓ کہاں سے چلے؟ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کہاں پیدا ہوئے؟ کہاں علم حاصل کیا؟ کہاں انہوں نے ریاضت کی؟ کہاں محنتیں کیں؟ ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کے لئے چراغِ ہدایت بنے۔ اسی پر قیاس کیجئے۔ ع

قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا

اولاد کے حقوق

سب سے اہم بات جو ہمارے لئے قابلِ سبق ہے وہ ہے آج کی معروضات کا خلاصہ، قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا ط کہ آپ کے ذمّے صرف خود نماز پڑھ کے اور جہنم سے بچ جانا، یہ کافی وافی نہیں بلکہ اہل و عیال کی ذمّہ داری، جس طرح خوراک، پوشاک اور مکان کی اللہ نے آپ پر ڈالی ہے۔ اسی طرح ان کے ایمان کے تحفظ، نماز پڑھانے، سکھانے اور ان کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ذریعۂ معاش کے لئے کوئی نہ کوئی صنعت و حرفت یا تجارت کرنے کا طریقہ بھی ان کو سکھائیں جس سے پیٹ پال سکیں

بہترین توشہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ مثال دیا کرتے تھے کہ بچّے کو، بیوی کو سر میں درد ہو جائے تو ڈاکٹر کو گھر لانے کی پوری کوشش کرتے ہیں، نہیں توفیق تو ڈاکٹر کے پاس لے جاتے ہیں، اس کی بھی توفیق نہیں تو ہسپتال میں جاتے ہیں، اچھے ہسپتال میں نہ جا سکیں تو خیراتی ہسپتال کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ غرض کہ چارہ جوئی پوری کرتے ہیں۔ لیکن دین کے معاملے میں بیٹا، بیوی باقی سب اعزّہ اگر جہنم کی راہ پر چلے جا رہے ہیں تو انہیں کوئی فکر نہیں، پریشانی نہیں۔ حالانکہ دنیا کے امراض، دنیا کی بھوک پیاس، دنیا کی ساری لذّات و شہوات یا مال و اموال، یہ سب یہیں رہ جائیں گے، خالی ہاتھ انسان دنیا میں آتا ہے اور خالی ہاتھ جاتا ہے۔ صرف توشۂ آخرت سمیٹنے کے لئے آیا ہے۔ اور اگر وہ نہیں سمیٹ سکا تو پھر معاملہ خسارے کا ہے، جیسے توشہ جمع کرنے کا حکم ہے حج کے لئے مگر سب سے بہتر توشہ تقویٰ ہے اور یہی تقوےٰ مقصود بالذّات ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ج صلے فِیْہِ ج ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۔ یہ متقیوں کے لئے ہدایت کا سامان ہے، اور متّقیوں کے لئے یہ دستورالعمل ہے۔

جو متقی بننا چاہتے ہیں، تقوےٰ کو بڑھانا، اللہ کی نافرمانی سے بچنا اور اللہ کی رضا میں فنا ہو جانا چاہتے ہیں — اَلْحُبُّ لِلّٰہِ ط وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ ط یعنی اگر کسی سے دوستی ہے بیوی، بچّے سے پیار محبت ہے تو اللہ تعالےٰ کی رضا کی خاطر۔

نااہلوں کی مثال

قبل از نزولِ اسلام جوگی یوگی، یہودی، نصرانی اور ان کے راہب وغیرہ دنیا چھوڑ کے دین پر قائم ہو جاتے تھے، اللہ کے نبیؐ نے آکر سب سے پہلے یہی اعلان کیا لَا رُھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ۔ اسلام میں رہبانیت کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ اب صورت یہ ہے کہ دین و دنیا دونوں کا پروگرام قرآن دیتا ہے۔ ان دونوں پہ چل کے کبھی انسان ناکام، مایوس یا مغلوب نہیں ہو سکتا لیکن شرط یہ ہے کہ ان پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ۔ کہ اللہ کے راستے میں اللہ کا دیا ہوا رزق خرچ کرو اور نماز پڑھ کے اللہ کو راضی کرو۔ اور پھر زکوٰۃ، صدقات و خیرات کا حکم ہے، انبیاء کی تعلیمات پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ منافقوں کی نشانیاں الگ کر دکھائیں اور کافر کو تو چند سطروں میں اللہ تعالےٰ نے ختم کر دیا۔ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ یعنی گناہ کرتے کرتے فطرت مسخ ہو گئی۔ اب حق اور ہدایت کا اُن پر بالکل اثر نہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ سے تعبیر کیا کہ جیسے لفافے پر مُہر لگا دی جائے تو نہ اندر کا باہر نکال سکتے ہیں نہ باہر کا اندر ڈال سکتے ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

طرح کافروں کا دل پھاڑ کر کون اس سے کفر نکالے ؟

بہترین راہ

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُهَا ، بہترین راہ بیچ کی راہ ہے۔ لیکن اب یہاں کی تعلیمات یہ ہیں کہ اللہ نے اس جہان کو آپ کے لئے پیدا کیا اور قرآن کے اور خدا کے نافرمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ دنیا میں عیش اڑا لیں، عاقبت میں جہنم رسید ہوں گے ثُمَّ اَضْطَرُّهٗ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ۔ (بقرہ ۱۲۶) لیکن جو دنیا میں کسبلی کٹڑی تکلیفیں اٹھاتے ہیں، مشقتیں جھیلتے ہیں، خدا کے سچے فرمانبردار ہیں، عبادت گذار شب بیدار ہیں۔ رُوکھا سُوکھا، موٹا جھوٹا پہن کے اللہ کی یاد میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں، دل بیار دست بکار، کام میں بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں رہتے۔ یہ ہیں جن کو فرشتوں پہ اللہ نے فوقیت عطا فرمائی ہے، اور وہ علم سیکھتے ہیں کہ ع

بے علم نتواں خدا را شناخت

رجعتِ قہقری سے بچئے

آج کی تعلیم یہ ہے وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ اپنی جان کا سب سے مقدم حق ہے آپ پر، کھلانے، پلانے، تندرستی، اولاد کی خدمت میں، اور اس کے بعد دوسرا اَلْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ جتنا آپ سے قریبی رشتہ ہے، اتنی ہی بچوں کی تربیت، عبادات، ایمان، عقائد، اخلاق میں آپ پر ذمہ داری ہے اور سختی کرنے تک کا حکم ہے۔

شرک نہیں بخشا جائے گا

ہمارے ذمے تو تبلیغ اسلام ہے قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (الانعام ۱۶۲) ہمارا جینا مرنا، اٹھنا، بیٹھنا، عبادت، ریاضت، قربانی، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب اللہ کی رضا جوئی کے لئے ہے۔ کیوں ریاءُ الناس کا شائبہ آ جائے، لوگوں کہیں ہمارے نیک نام بننے کے لئے، کسی کو اپنا قائل یا معتقد کرنے کے لئے کرتا ہے تو یہ شرک اصغر ہے۔ اور اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء ۴۸) شرک وہ لعنت ہے جو معاف نہیں ہو سکتی، اور اگر صحیح وقت پہ توبہ کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ گذشتہ غلطیاں معاف فرما دینگے کیونکہ حکم یہی ہے کہ اَلتَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ ط جب گنہگار توبہ کر لیتا ہے تو ایسے صاف ہو جاتا ہے کہ گناہ کیا ہی نہیں۔ حج کرنے کے بعد یوں پاک صاف ہوتا ہے جیسے ماں نے ابھی جنا ہے۔ اسی طرح مسجدِ نبویؐ میں اگر بہ اقتداءِ امام چالیس نمازیں پڑھیں تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَالنِّفَاقِ ط جہنم سے آزادی اور منافقت سے اس کی قطع تعلقی ہو جاتی ہے۔

اسراف و تبذیر کی مذمت

ارشادِ باری ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ط (بنی اسرائیل ۲۷) حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ اَلسَّاكِتُ عَنِ الْحَقِّ شَيْطٰنٌ اَخْرَسُ۔ حق کہنے کے وقت انسان نہ بولے تو وہ گونگا شیطان ہے۔ قیامت کے دن باز پرس ہوگی۔ یتامیٰ، غرباء کی خدمت کی توفیق نہیں، زکوٰۃ دینے کی توفیق نہیں، قربانی کے لالے پڑے ہوئے ہیں، حدیث سے انکار اور (پٹاخوں وغیرہ) حرام کاموں میں روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ جو بالکل شیطانوں کا کام ہے۔ اگر اس کو دین سمجھتے ہیں، اسلام سمجھتے ہیں تو پھر ع

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی؟

اگر مسلمان ہی کفر کو قبول کر لیں اور ہر کفر کہ کہنہ شد مسلمانی شد، جو کفر پہلے کفر تھا بعد میں آہستہ آہستہ مسلمانوں نے اپنا لیا تو وہ مسلمانی بن گیا، حالانکہ دینِ حنیف، دینِ حق، کتاب و سنت پر مبنی ہے۔ علماءِ حق تو ایسی خرافات سے روکتے ہیں، ہمارا فرض ہے کہنا اور حکومت کا فرض روکنا ہے، عمل کریں گے تو اجر پائیں گے، ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے۔

مجاہدین کی امداد کیجئے

اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو ہدایت دے یہ اسراف بے جا کرنے کی بجائے ہمیں یہی روپیہ اکٹھا کرکے فلسطین بھجوانا چاہئے تاکہ ہمارے فلسطینی بھائیوں کے لئے دوائیں، مرہم پٹیاں، خیمے، کپڑے خریدے جا سکیں۔ ہم اپنی شادیوں میں جو بے انداز روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ شادی کی رقم سے فلسطین فنڈ میں مجاہدینِ قدس کو بھیج دیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جہاد قیامت تک فرض ہے۔ اگر ہم مدد نہ کریں تو

(باقی صد۱۲ پر)

شب برأت

حافظ نور محمد انورؔ

آج کی رات ہے لاریب فضیلت والی
آج کی رات ہے بخشش و رحمت والی
آج کی رات خصوصاً ہے عبادت والی
آج کی رات عموماً ہے سخاوت والی

•

آج کی رات ہمیں دیتی ہے پیغامِ نجات
ہے اگر آج گناہگاروں کو بخشش کی طلب
رکھ کے سر سجدے میں روٹھے ہوئے رب کو منا لو
آج کی رات ہی بن جائے گی بخشش کا سبب

•

آج کی رات عبادت کے ہیں درجات بلند
آج کی رات ہے جنّت کے خزانوں کی کلید
آؤ آج مل کے سبھی ذکرِ خدا کر لیں
پھر نہ شاید ہو میسّر ہمیں یہ راتِ سعید

•

آج کی رات خدا بندوں کو دیتا ہے صدا
"کوئی حاجت ہو تو پوری کروں حاجت تیری"
اُٹھ کے بیدار ہو اب کر لے عبادت رب کی
آج کی رات کی افضل ہے عبادت تیری

ذوالنورین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

محمد نصیر ہمایوں

(۱) ذوالنورینؓ کی ہردلعزیزی

انسانی تاریخ میں یہ ایک عجیب و غریب واقعہ ہے کہ کسی ایک شخص کی موت، (شہادت) پر ساری کی ساری قوم کو اتنا دکھ پہنچا ہو جتنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر۔ یہ عشق عثمان تھا جس کی وجہ سے یہ دکھ دیوانگی کی حد تک جا پہنچا تھا۔ اور ہزاروں نہیں لاکھوں افراد جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہا شامل تھے۔ آپس میں کٹ مرے یا دنیا سے بیزار ہوگئے۔ اُس وقت سے لے کر آج تک جمعیۃ اسلام کلیتًا ختم ہے۔

اُنکے کی بیعت خلافت کے وقت بھی ان کی ہر دلعزیزی روز روشن کی طرح سامنے ہے۔ عبدالرحمنؓ بن عوف فرماتے ہیں کہ انھوں نے استصواب رائے کے لیے صرف مدینہ کے احباب سے ہی گفتگو اور مشورہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان دنوں اتفاق سے پانچ صوبوں کے گورنر اور کئی رؤسا بھی مدینہ میں تشریف رکھتے تھے۔ یہ سب کے سب حضرت عثمانؓ کے حق میں تھے۔

یہ بات سب کے سامنے آچکی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ ان کی تعلیمات سے ایسے اشخاص پیدا ہوئے۔ جن کی امانت دیانت، صداقت اور لیاقت میں کسی کو کبھی بھی شُبہ نہیں ہوا۔ ان سب کا حضرت عثمان کے حق میں ووٹ دینا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:۔

لَمْ یَجْتَمِعُوْ عَلٰی بَیْعَۃِ اَحَدِھا

اُجْتَمِعُوْ عَلٰی بَیْعَۃِ عُثْمَان ۔

(منہاج السنۃ)

یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کے وقت جیسا اتفاق ہوا۔ ویسا اتفاق کسی اور کی بیعت کے وقت نہ ہوا۔

(۲) حضرت عثمانؓ کا شرم وحیاؐ

جمعہ کے خطبہ میں امیرالمومنین سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کامل الحیاء والایمان کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ میں شرم و حیا اس قدر تھا کہ غسل خانہ میں بھی چادر باندھ کر نہایا کرتے تھے۔

ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسند پر بیٹھے صحابہ کرامؓ سے بے تکلف باتیں کررہے تھے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لے آئے۔ آپؐ اپنی اسی حالت میں بیٹھے رہے۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ اور دیگر اکابر بھی تشریف لاتے رہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی انداز میں بے تکلفی سے باتیں کرتے رہے اور لیٹے رہے۔ لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، موقع پر تشریف لائے تو آپ نے اپنی تہہ بند کو سیدھا کیا۔ ٹخنوں تک جسم کو ڈھانپ لیا اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔ مجلس کے برخاست ہونے پر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دریافت کیا کہ ایسا کیوں ہُوا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ عثمانؓ سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں — اس لیے انھوں نے بھی اس ادب کو ملحوظِ خاطر رکھا۔ احادیث میں ان کے حیاء کا، جابجا ذکر ہے۔

بلا مبالغہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایسے بزرگ کی یاد ملک میں بڑھتی ہوئی بےحیائی کو روک سکتی ہے۔

(۳) عثمانؓ کی سخاوت

احادیث اور تاریخ کی کتابوں میں سیدنا حضرت عثمانؓ کو عثمان غنیؓ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شرف بخشا تھا۔ ان کے نصیب میں تھا کہ نبی کریمؐ کے کہنے پر انھوں نے مدینہ منورّہ میں میٹھے پانی کا کنواں، مسجدِ نبویؐ اور جنت البقیع کے لیے زمینیں یہودیوں سے منہ مانگی قیمت پر خریدکر مسلمانوں کے حوالہ کیں اور ہربار رسالت مآب سرورِ کائناتؐ سے جنت کی بشارت لی۔ انھوں نے اپنی سخاوت کے زور سے یہودیوں کو ان کی جائدادیں خریدکر مدینہ سے باہر نکال دیا۔ غزوات میں غزوۂ تبوک بڑی شہرت رکھتا ہے۔ یہی وُہ غزوہ ہے جس میں مسلمانوں کی قیصر رُوم کے ساتھ پہلی ٹکر ہوئی تھی ان دنوں قحط کی وجہ سے مدینہ کے مسلمانوں کی حالت بہت تنگ تھی۔ اس لیے غزوۂ تبوک کو جیش العسرت بھی کہتے ہیں۔ نبیؐ کریم کی فرمائش پر حضرت عثمانؓ نے اِس جنگ میں پورا حصّہ لیا۔ ایک ہزار اونٹ اور کئی گھوڑے مع ساز و سامان نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے اور دس ہزار اشرفیوں کی تھیلی پیش کی۔ نبیؐ کریم اُن اشرفیوں کو ہاتھ سے اُوپر اٹھاکر اپنی جھولی میں ڈالتے تھے اور ساتھ ہی یہ پکارکر کہتے جاتے تھے۔ کہ عثمانؓ "تیرا بہشت میں ڈیرا ہے"

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر کے زمانہ میں ایک بار سخت قحط پڑا۔ لوگ بھوکے مرنے لگے اور فریاد کے لیے صدیق اکبرؓ کے پاس پہنچے۔ انھوں نے دعا کی اور فرمایا عنقریب ان کی حاجت پوری ہونے لگے گی۔ اسی روز عثمانؓ کے ایک ہزار اونٹ غلہ اور گیہوں سے لدے ہوئے باہر سے آگئے۔ مدینہ کے تاجروں کو خبر ملی تو وہ خریدنے کے لیے دوڑے اور حضرت عثمانؓ سے سودا کرنا چاہا۔ پچاس فی صدی منافع پیش کیا۔ لیکن حضرت عثمان نے اپنے درخشندہ چہرے سے یہ الفاظ نکالے کہ مجھے ایک روپے کے دس روپے ملتے ہیں۔" سب تاجر یہ سن کر حیران تھے کہ ایسا بڑا تاجر کون ہوگا۔ جو ان سے بڑھ کر قیمت دے سکے۔ عثمانؓ غنی نے فرمایا کہ وُہ "میرا مولا ہے" پھر انھوں نے وُہ تمام کا تمام غلّہ اور گیہوں وغیرہ مدینہ کے لوگوں میں مفت تقسیم کردیئے۔

(۴) ظرف عثمان رضؓ

سیّدنا حضرت عثمانؓ نے نبی کریمؐ کے طور طریقوں کو اپنایا ہی نہیں بلکہ جو الفاظ ان کے منہ سے نکلتے تھے۔ یا جن خوابوں کا وہ تذکرہ کیا کرتے تھے۔ وہ سب ان کے دل و دماغ میں کالنقش فی الحجر ہوجایا کرتی تھیں چنانچہ ان کا حلم اور ان کی بُردباری اور بے لوث خدمت سب اسی پاکیزہ تعلیم کے نتیجہ میں تھے۔ اور ان تمام خوبیوں میں وہ بے مثال فوقیت رکھتے تھے۔

سیّدنا حضرت عثمان کا عرب کے ساحل پر پیدل چل کر حالات معلوم کرنا۔ جدّہ بندرگاہ کا قیام۔ بحری بیڑے کا وجود میں لاکر سلطنت روما

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

میاں محمد عمر لائلپوری

پاکستان کے چند معاشی اور اخلاقی مسائل

تین خاندان • سوشلزم • صنعتوں کو قومیانے کا مسئلہ • بیت المال کا قیام • دھقان کی روزی • ویلفیئر سٹیٹ • علماء کا احترام

(قسط نمبر ۲)

ملک کے تاجر پیشہ حضرات اور صنعتکاروں نے شب و روز محنت کرکے اگر ایک مل سے دس ملیں قائم کرلی ہیں تو وہ ملک ہی کی دولت ہیں۔ حکومت اگر کسی وقت ان ملوں اور کارخانوں کو اپنی تحویل میں لینے کا فیصلہ کرلے تو مل والے حکومت کے اقدام کو کیسے روک سکتے ہیں۔ لیکن اس حقیقت کو کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ دولت پیدا کرنا اور بڑی بڑی ملیں، فیکٹریاں اور صنعتی ادارے قائم کرنا انتہائی مشکل کام ہے۔ اور انھیں تقسیم کرکے برباد کردینا نہایت آسان ہے۔ کسی بلڈنگ یا مکان کی تعمیر مشکل سے ہوا کرتی ہے اور سینکڑوں مزدور اور معمار اسے پایۂ تکمیل کو پہنچادیتے ہیں۔ مگر جب کوئی اُسے گرانے اور برباد کرنے پر آجائے تو ایک شخص ایک پھاوڑا کافی ہوتا ہے

الغرض یہ صداقت ناقابلِ انکار ہے کہ پاکستان میں اگر تیس۳۰ خاندان میدانِ صنعت میں نہ ہوتے تو اس ملک کی معیشت اور اقتصادی و صنعتی صورتحال کبھی اپنے عروج و کمال کو نہ پہنچتی۔ ان تیس ۳۰ خاندانوں نے اگر دولت کمائی ہے تو آج اس کی تقسیم کا سوال پیدا ہورہا ہے۔ اگر دولت و سرمائے کا وجود ہی نہ ہو تو اس کی تقسیم اور وراثت کا مرحلہ کیسے آسکتا ہے؟

قیامِ پاکستان کے وقت جب ہندو سرمایہ دار ترکِ وطن کرکے جانے لگے تو وہ کہا کرتے تھے کہ پاکستان ہمارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ مسلمان صنعت اور تجارت سے بے بہرہ ہیں اور کسی ملک کی تباہی کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ تجارت اور صنعت کے اعتبار سے اس کی رفتارِ ترقی رک جائے! پاکستان میں اُس وقت اگرچہ چند زمیندار سرمایہ دار موجود تھے۔ لیکن وہ تجارتی رموز و نکات سے قطعی ناواقف تھے۔ ان حالات میں ہندو سرمایہ داروں کا خدشہ بظاہر درست معلوم ہوتا تھا۔ لیکن یہ خدا کا فضل و کرم شاملِ حال ہوا کہ چنیوٹ برادری کے چند افراد اور گجرات کاٹھیاواڑ اور بمبئی کے چند میمن تاجر یہاں آئے اور انھوں نے محنت و کوشش کے ساتھ پاکستان کی صنعتی اور تجارتی ترقی کو چار چاند لگائے۔

سوشلزم

اِن حقائق و واقعات کی روشنی میں یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ پاکستان کی صنعتی اور تجارتی ترقی لائقِ صد فخر ہے۔ اب اُسے اگر اسلامی نظامِ معیشت کو چھوڑکر کسی غیر اسلامی نظامِ معیشت کے حوالے کردیا جائے تو یہ کتنا بڑا ظلم ہوگا۔ اگر ہم نے اسلامی نظامِ معیشت ہی کو ترک کرنا تھا تو پھر ہندو سرمایہ داروں کے چنگل سے نجات حاصل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور انگریزوں کا نظامِ حکومت ختم کراکے پاکستان کے نام پر اسلامی مملکت معرضِ وجود میں لانے کا فائدہ کیا تھا؟ ایک اِسلامی مملکت کے قیام کے لیے ہم نے عظیم قربانیاں اس لیے دی تھیں۔ کہ یہاں پر اسلامی نظامِ معیشت کے سِوا دُوسرا کوئی نظامِ اقتصاد و معیشت رائج نہ ہوگا۔!

اور اگر خدا نخواستہ پاکستان میں سوشلزم یا کمیونزم کا نظامِ معیشت رائج کردیا گیا۔ تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ پاکستان میں نہ زکوٰۃ کی ادائیگی ہوسکتی ہے نہ حج اور دُوسرے اِسلامی احکام کی تعمیل۔ کیونکہ سوشلزم میں تمام ملکیت حکومت کے قبضہ میں ہوتی ہے اور سوشلزم و کمیونزم انفرادی حقِ ملکیت کے خلاف ہیں۔ جب انفرادی ملکیت ہی نہ ہوگی تو اس کی زکوٰۃ اور خیرات اور حج کا سوال کیسے پیدا ہوسکتا ہے۔؟ کیا زکوٰۃ حکومت ادا کرے گی اور عوام کی طرف سے حکومت حج کیا کرے گی؟ کیونکہ حج اور زکوٰۃ تو صاحبِ نصاب افراد پر فرض ہوتا ہے اور کمیونزم انفرادی ملکیت کا قائل نہیں بلکہ اجتماعیت و اشتراکیت کا علمبردار ہے اور اجتماعیت کی قابض حکومت ہوگی تو حج اور زکوٰۃ کون ادا کرے گا؟

بعض کمیونسٹ کہتے ہیں کہ ملک میں زکوٰۃ لینے والا طبقہ ہی کیوں باقی رہے۔ زکوٰۃ لینا اور وصول کرنا "عزتِ انسان" اور "شرفِ آدمیت" کے خلاف ہے۔ یہ بات بظاہر خوش کن ہے۔ لیکن معترضین اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں۔ کہ دورِ خلافتِ راشدہ میں جب نظامِ زکوٰۃ رائج تھا۔ اور اسلامی بیت المال قائم تھا تو مدینہ کی گلیوں میں زکوٰۃ کے لیے آواز دی جاتی تھی۔ لیکن پوری آبادی میں ایسا کوئی شخص نہیں ملتا تھا۔ جو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے آمادہ ہو۔!

آج بھی اگر اسلامی نظامِ معیشت رائج کردیا جائے تو یہی صورت پیدا ہوگی اور پاکستان میں کوئی شخص بھی زکوٰۃ وصول کرنے والا نہ رہیگا۔ اس کے برعکس اگر سوشلزم اور کمیونزم کا نظامِ معیشت رائج ہوگیا تو پورے ملک کے عوام حکمران طبقہ کے رحم و کرم پر ہوں گے۔ لوگ سارا دن کوہلو کے بیل کی طرح محنت کریں گے اور شام کو انھیں روزی مہیا ہوگی۔ کیا اس نظامِ معیشت کو شرفِ آدمیت اور عزتِ انسانی کے مطابق کہا جاسکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر اسلام کے زریں اصولوں اور سنہری ضابطۂ حیات کو کیوں نظر انداز کرنے کی فکر کی جارہی ہے۔؟

صنعتوں کو قومیانے کا مسئلہ

پاکستان میں ان دنوں ایک آواز یہ بھی بلند ہورہی ہے کہ ملک کی تمام صنعتوں کو قومی ملکیت قرار دے دیا جائے۔ بظاہر یہ آواز بھی سہانی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن سابقہ تجربہ شاہد ہے کہ حکومتِ پاکستان نے کوآپریٹو بنیاد پر چلنے والی جن بڑی بڑی ملوں پر قبضہ کیا تھا۔ وہ تمام ملیں اور فیکٹریاں ناکام ہوگئیں اور خسارے سے تنگ آکر حکومت نے پبلک کے ہاتھوں فروخت کردیں اور آج وہی ملیں معقول منافع پر خوب چل رہی ہیں۔ اِس منافع کے محرکات یہ ہیں کہ مالک اپنے لالچ اور فائدے کے لیے شب و روز محنت کرتا ہے۔ بخلاف دوسری صورت کے۔ یہی ملیں جب حکومت کے قبضہ میں تھیں تو تمام کارندے یہی سمجھتے تھے کہ خسارہ اور منافع حکومت کا۔

ہمیں جاں سوزی کی ضرورت کیا؟

صنعت و تجارت میں اگر ذاتی منافع کا لالچ ختم کردیا جائے تو انسان کی قوتِ محرکہ ختم ہوجاتی ہے۔ یہ ذاتی لالچ اور فائدے کی صورت اسی

طرح قائم رہ سکتی ہے۔ کہ انفرادی ملکیت کا حق تسلیم کیا جائے۔ اگر یہ نہیں ہوگا تو ہم ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتے ہیں۔

بعض اخبارات اپنی سیل SALE بڑھانے کے لیے اور بعض لیڈر اپنے ووٹروں کو سبز باغ دکھانے کے لیے سنسنی خیز انکشافات کرتے رہتے ہیں۔ کہ حکومت روس نے یہ ترقی کی ہے اور فلاں حکومت نے اس طرح مثال قائم کی ہے۔ یہ سب درست۔ لیکن سوال یہ ہے کہ روس کے مقابلہ میں امریکہ، برطانیہ جرمن و جاپان نے بھی تو دنیا میں ترقی کی اعلیٰ مثال قائم کی ہے۔

اس ترقی کا سارا دارو مدار محنت اور کوشش پر ہے۔ اگر کافر محنت کریگا تو اُسے بھی ثمرہ ملے گا۔ اور مسلمان اگر "ہاتھ پر ہاتھ" رکھ کر بے کار بیٹھ جائے گا تو خداوند تعالیٰ اُسے انعام اکرام سے کیونکر نوازیں گے؟ انسان کا کام محنت اور کوشش کرنا ہے۔ آگے ترقی کے ثمرات سے بہرہ ور کرنا یہ خداوند عالم کا کام ہے۔

پاکستان نے گزشتہ ۲۲ سال کی مدت میں، کپڑے، کاغذ، سیمنٹ، بوٹ اور شکرسازی کی صنعت میں جو بے مثال ترقی کی ہے۔ اُسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ دنیا کی کوئی اسلامی مملکت اس معاملہ میں پاکستان کا مقابلہ نہیں کرسکتی ہے۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان بھاری صنعتوں اور خصوصاً فولادی صنعتوں کی طرف اپنی ساری توجہ مبذول کرے۔ تاکہ اس میدان میں بھی ہم خود کفیل ہوجائیں۔ اور اسلحہ وغیرہ کے معاملہ میں دوسروں کے دست نگر نہ رہیں۔ اس سے ملک کا وقار ہی بلند نہ ہوگا بلکہ ملک کے دفاع کے نقطۂ نظر سے بھی یہ مسئلہ سب سے زیادہ توجہ کا محتاج ہے۔ پاکستان کے دفاع و استحکام کے لیے ہمیں دونوں پہلو ملحوظ رکھنے چاہئیں ایک یہ کہ آمدن کے اعتبار سے ملک مستحکم ہو اور اس قابل بن جائے کہ اسے اسلحہ وغیرہ خریدنے کے لیے دوسرے ملکوں سے بھیک نہ مانگنی پڑے۔ یہ کام صنعت کار اور تاجر ہی پورا کرسکتے ہیں۔ کیونکہ فوجی سپاہی ملک کی حفاظت کے لیے لڑائی تو کرسکتا ہے کمائی نہیں سامان جنگ چونکہ دولت اور سرمائے کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس لیے ضرورت ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کی جنگی تیاریوں سے ہروقت خبردار اور ہوشیار رہیں۔ خاص کر بھارت ان دنوں جس انداز کی خطرناک تیاریاں کررہا ہے۔ اور اپنے ملک کے اندر جس قسم کا اسلحہ تیار کررہا ہے اس کے مقابلہ میں ہمارے پاس بھی بڑی سٹیل ملوں کا ہونا ضروری ہے تاکہ پاکستان بھارت کے مقابلہ میں کمزور نہ رہے اور ہرقسم کا اسلحہ اور دیگر سامان جنگ ہم آسانی کے ساتھ فراہم کرنے کے قابل بن جائیں اگر خدانخواستہ ہم نے اس پہلو کو نظر انداز کردیا تو اس کے نتائج انتہائی خطرناک ہوسکتے ہیں۔

بیت المال کا قیام

ملک کی معاشی حالت بہتر بنانے اور اقتصادی صورتحال سنوارنے کے لیے گرما گرم بحثیں کی جاتی ہیں اور بہت کچھ زبانی جمع خرچ کیا جاتا ہے لیکن کوئی ٹھوس عملی قدم نہیں اٹھایا جاتا ہے اگر اس سلسلہ میں اسلام کے زریں اصول اور سنہری ضابطۂ حیات کو اپنا لیا جائے اور بیت المال کا قیام عمل میں لایا جائے تو آج بے شمار الجھنوں کا مداوا ہوسکتا ہے

بیت المال کو اسلام کے نظام معیشت میں زبردست اہمیت حاصل ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ بیت المال کا قیام کرکے زکوٰۃ، قربانی کی کھالیں، عشر، صدقات وغیرہ کی ادائیگی کا لازمی آرڈیننس نافذ کرے تاکہ ہر مسلمان اپنے مال کو شریعت اسلامیہ کے مطابق خرچ کرنے کا پابند ہوجائے اور خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سزادی جائے

بیت المال کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ اس وقت زکوٰۃ و صدقات وغیرہ غیر مستحق لوگ حاصل کرجاتے ہیں اور زکوٰۃ دہندہ کو پتہ نہیں چلتا کہ اصل حقدار کون ہے؟ بیت المال قائم کرکے خواہ اسے محکمہ اوقاف کی تحویل میں دیدیا جائے اور اس کے لیے دیانت دار علماء کا بورڈ بنایا جائے۔ جس میں جمع شدہ مال شریعت اسلامیہ کے مطابق خرچ کیا جائے اس طرح ہمارا نظام معیشت بھی درست ہوجائے گا اور ملک سے گداگری، بے کاری اور غربت کا بھی خاتمہ ہوجائے گا اور ہمارا سرمایہ ایک اصول اور ضابطے کے مطابق منظم طریق سے خرچ ہوسکے گا۔

اگر پاکستان میں اسلام کے مطابق نظام معیشت رائج نہ کیا گیا اور بیت المال کا قیام کرکے زکوٰۃ، عشر، قربانی کی کھالوں، صدقات اور دیگر عطیات کو صحیح طریق پر صرف کرنیکا عملی قدم نہ اٹھایا گیا اور سود کو حرام نہ قرار دیا گیا تو پھر غیر اسلامی نظریات (سوشلزم، کمیونزم) کا انسداد کس طرح ممکن ہوسکتا ہے۔

دھقان کی روزی

ہمارے ملک کے مشہور انقلابی رہنما اور جلیل القدر عالم دین حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے انقلاب روس کے موقع پر لینن اور دوسرے رہنماؤں کو اسلام کا نظریۂ معاشیات پیش کیا تھا۔ جسے ان رہنماؤں نے پسند کیا اور عملی طور پر اس کے نفاذ کی اس لیے مخالفت کی کہ آپ دیر سے پہنچے ہیں اور ہم ایک نظام رائج کرنیکا اعلان کر چکے ہیں۔ جسے فوری طور سے تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں آپ اسے دنیا کے کسی اسلامی ملک میں رائج کرکے اطلاع دیں تاکہ اس کا عملی مشاہدہ کیا جاسکے۔

جب اشتراکی رہنما اصولی طور سے اسلام کے نظریۂ معاشیات کو اعلیٰ اور احسن قرار دیتے تھے۔ تو آج یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ دنیا میں اشتراکیت کا نظریہ عملاً ناکام ہوچکا ہے اور اس سے اعلیٰ اور ارفع اسلام کا نظام معیشت کیوں رائج نہیں کیا جاتا۔؟

ہمارے بعض اشتراکی لیڈر حضرت علامہ اقبال کا یہ شعر پڑھا کرتے ہیں۔ ؎

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلادو!

اس شعر میں علامہ اقبال نے اسلام ہی کے نظریۂ معاشیات کی تائید کی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کبھی مسلمان کا ہمسایہ بھوکا ہے اور وہ خود پیٹ بھر کے کھاتا ہے تو اسے مسلم نہیں کہا جا سکتا۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اسلام صرف دہقان کی روزی کا ہی ذمہ دار نہیں وہ تو حیوان کی روزی کا بھی ذمہ لیتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ جو شخص جانوروں پر رحم نہیں کرتا اور ان کے خوراک پانی کا دھیان نہیں رکھتا۔ قیامت کے روز اس سے سخت باز پرس ہوگی۔ جس پیغمبر آخرالزماں کی تعلیم یہ ہو کہ انسان تو کجا حیوان بھی بھوکا نہ رہے۔ اس سے اچھا نظام معیشت اور کس کا ہوسکتا ہے۔

کمیونسٹ لیڈر علامہ اقبال کا ایک شعر تو بار بار پڑھتے ہیں۔ لیکن اسی علامہ اقبال کا ایک شعر یہ بھی تو ہے ؎

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں!
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں!

اگر نظریۂ معیشت کے لیے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا ہوگی تو سب کچھ درست ورنہ سب باطل۔

ویلفیئر سٹیٹ

مذکورہ بالا مسائل سے یہ حقیقت واضح ہوگئی

کہ اصل چیز انسانوں کی خیر و فلاح ہے اور اس کے لیے اسلام بہترین نظامِ زندگی ہے۔ یہ نظام درحقیقت ایک ایسی ریاست قائم کرتا ہے جو تمام انسانوں کے ساتھ یکساں سلوک رکھے اس میں مالک اور مزدور کے مسائل بھی حل ہوتے ہیں۔ کسان اور مزارع کے بھی، اور عام صارفین کے بھی۔

یہ نظام درحقیقت ایک ویلفیئر سٹیٹ کی حیثیت کا ہے۔ یہ ریاست عوام کے لباس، خوراک اور ضروریاتِ زندگی کی ذمہ دار ہوگی۔ آپ کمیونسٹ اور سوشلسٹ ممالک کو چھوڑیئے۔ صرف برطانیہ کے نظام کو پیش نظر رکھیے وہاں انفرادی ملکیت کا نظام بھی رائج ہے اور ویلفیئر کا بھی۔ وہاں پر کوئی آدمی بھوکا نہیں رہ سکتا۔ حکومت ہر شخص کے روزگار تعلیم، صحت، رہائش وغیرہ کی ذمہ دار ہوتی ہے وہاں اگر کوئی شخص بیمار پڑجاتے تو حکومت اس کے علاج کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ ایک ڈاکٹر اس کے لیے نسخہ تجویز کرتا ہے۔ وہ نسخہ بازار میں کسی دوکان پر بھی دیکر دوا لی جاسکتی ہے اور دوا کا بل حکومت ادا کرتی ہے۔ پھر جب تک مریض تندرست نہ ہوجائے۔ اس وقت تک اسے الاؤنس ملتا رہتا ہے اور بیماری کے بعد اسے کام پر لگانے کی بھی ضمانت ہوتی ہے۔

یہ نظام اسلام کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اسے اسلام کی ادنیٰ مثال کہا جا سکتا ہے۔ ہمیں درحقیقت پاکستان کو ایک مثالی اسلامی ریاست بنانے کی جدوجہد کرنی چاہیئے۔"

علماٗ کا احترام

پاکستان میں اسلام کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں علماء کرام مثالی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے بعض حضرات علماً کا احترام کم کرنے کے لیے اختلافات کو ہوا دے رہے ہیں۔

اگر خدا نخواستہ لوگوں کے دلوں سے علماء کا احترام اٹھ گیا تو اسلام سے ان کی عقیدت بھی ختم ہوجائے گی۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ علماء کرام کے احترام میں کوئی کمی نہ واقع ہونے دی جائے۔ اور جو لوگ علماء کرام میں اختلافات پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور ان کے وقار کو مجروح کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ ان کی حوصلہ شکنی کی جائے

پاکستان میں خدا کے فضل و کرم سے جمعیۃ علمائے اسلام ایک وقیع جماعت ہے اور اس کے رہنما نہایت مخلص اور دیانت دار ہیں۔ ان کی کوشش اسلام ہی کی سربلندی کے لیے ہے۔ ان پر طرح طرح کے الزامات عائد کرنا کسی طرح بھی درست نہیں اور میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں کہ جمعیت العلمائے اسلام کی پالیسی سے اگر کسی کو اختلاف ہے۔ تو وہ جس طرح دوسری سیاسی جماعتوں کے نظریات سے اختلاف کے باوجود تعاون کرتے ہیں۔ اسی طرح علماکرام سے بھی اختلاف کے باوجود تعاون کرنا چاہیئے۔ مثال کے طور پر جماعتِ اسلامی کو جمعیۃ علماء اسلام اور دوسری مذہبی جماعتوں کے دینی رہناؤں سے اختلاف ہے۔ تو جس طرح وُہ سیاسی جماعتوں سے تعاون کرتی ہے۔ اسیطرح اُسے اسلام کی خاطر جمعیۃ علماء اسلام اور دیگر علماء سے بھی تعاون کرنا چاہیئے۔

یہی طرز عمل جمعیۃ علماء اسلام کو جماعت اسلامی کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔ کہ صرف اسلام کی سربلندی اور اس کے تحفظ کے لیے انھیں ہر شخص سے اتحاد اور تعاون کرنا چاہیئے اگر اس پالیسی کو نظر انداز کردیا گیا۔ اور پاکستان میں بے دینی کا جو سیلاب امڈ آیا ہے۔ پورا ملک اس کی لپیٹ میں آگیا تو پھر نہ علماء بچ سکیں گے اور نہ ہی دوسرے مسلمان۔ ہمیں تو قرآن مجید کا یہ فرمان ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

ترجمہ: یعنی نیک کاموں اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو۔

نیز ہمارے ملک میں ایک دوسرے کے خلاف بدگمانی کی جو فضا پائی جاتی ہے اس سے بھی اجتناب کرنا چاہیئے۔ اور خواہ مخواہ الزامات عائد کرنے کی پالیسی ترک کردینی چاہیئے اور اپنی ساری طاقت اور صلاحیتیں اسلام کی سربلندی اور ملک کے تحفظ کے لیے خرچ کردینی چاہئیں۔:

بقیہ: مجلس ذکر

ہم پر وبال ہے کیونکہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات ۱۰) مسلمان سب بھائی ہیں۔ اگر بھائی کی مدد بھائی نہ کرے گا تو کیا دشمن کرے گا؟

دعا

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی دولت سے نوازے، خلفاء راشدین اور صحابہ کرام والا ایمانِ کامل نصیب فرمائے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی، اطاعت اور فرمانبرداری نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کی کوتاہیاں معاف فرمائے، سب بہن بھائیوں کو اللہ تعالیٰ اپنی یاد کی اور عمل صالح کی توفیق دیں، دین کے خلاف عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ بچائیں اور کلمۂ حق کہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بقیہ: حضرت عثمان رضؓ

کو شکست دینا۔ بحیرۂ رُوم اور تمام شمالی افریقہ پر تسلط اور سلطنت ہسپانیہ کی بنیاد رکھنا۔ عربی زبان کی ترویج اور تبلیغ اسلام یہ سب ایسی باتیں ہیں جو کبھی بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتیں۔

مشرق میں ان کی قیادت میں اسلامی لشکر کی فتوحات خراسان سے بڑھتی ہوئی بخارا اور کابل تک جا پہنچیں۔ لیکن ان سب سے بڑھ کر جو تجارتی سیاحوں کے گروہ در گروہ چین اور جنوب مشرقی ایشیا میں جانے لگے تو یہ ایک بے نظیر کارنامہ تھا۔ ان تاجروں کا کردار دنیا بھر میں نرالا تھا۔ انکے طور طریقے دیکھ دیکھ کر دُور دُور کے لوگ خود بخود مسلمان ہوجاتے تھے۔ اسطرح تمام علاقوں میں اسلام جوق درجوق پھیلا

درس قرآن
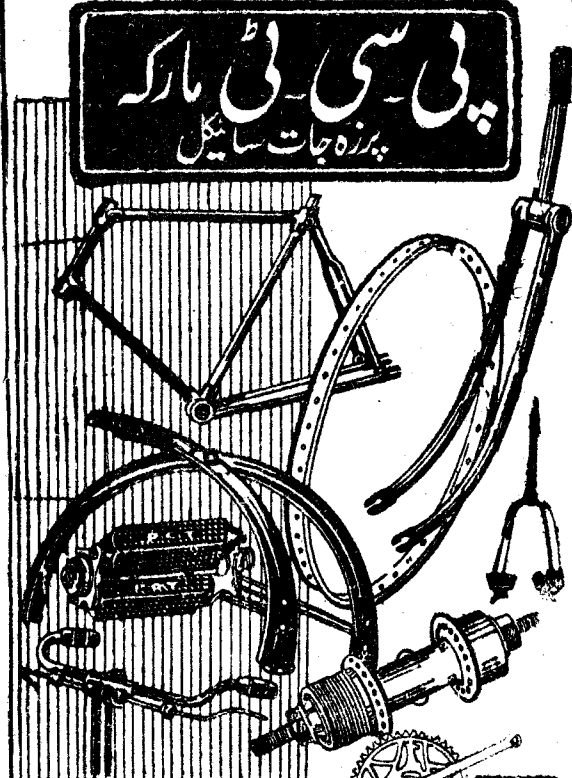
از حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب واہ کینٹ ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

(۹)

كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ ؕ ——— كَمَا، جس طرح، اَتَمَّهَا، کامل کیا اس نعمت کو تیرے رب نے، عَلٰٓى اَبَوَيْكَ، تیرے دو باپوں پر۔ یہاں پر ایک باپ سے مراد دادا ہے اور ایک باپ سے مراد پردادا ہے، وہ کون ہیں؟ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ۔

یہاں پر مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنا نام نہیں لیا۔ جہاں تبلیغ ونصیحت کا وقت تھا تو وہاں پر پیش کیا اپنے آپ کو، قرآن مجید کے پہلے پارے میں آتا ہے کہ جب یعقوب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم دنیا سے جانے لگے۔ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ۔ یعقوب علیہ السلام نے موت کے وقت اپنے بچوں سے پوچھا مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ میرے دنیا سے جانے کے بعد کس کی عبادت کروگے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم تیرے معبود کی عبادت کریں گے، حضرت اسحٰقؑ کے معبود کی عبادت کریں گے، حضرت ابراہیمؑ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ اِلٰهًا وَّاحِدًا ؕ جو سب کا معبود، معبود ایک ہی ہے۔ اور یہاں پر حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو تعبیر بیان فرمائی اس میں آپؑ نے کیا فرمایا؟ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ ؕ یعنی اپنے آپ کو آپؑ نے باہر کر دیا۔ عظمت کے لئے، ادب کے لئے۔ کیونکہ جب اپنے باپ کو پیش فرمایا، اپنے دادے کو پیش فرمایا تو اپنے آپ کا ذکر نہیں فرمایا، کہ جیسے اللہ نے مجھے نبوت دی، جیسے اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو نبوت دی، جیسے اللہ نے حضرت اسحٰقؑ کو نبوت دی بلکہ اپنے وجودِ گرامی کو باہر کر دیا، ادب کی وجہ سے۔ اپنے باپ کو پیش فرمایا کہ جس طرح اللہ نے تیرے دادے اسحٰقؑ کو نبوت دی، جس طرح اللہ تعالےٰ نے تیرے پردادے ابراہیمؑ کو نبوت دی، اور اس میں اشارہ ادھر بھی کیا کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو نبوت کے دَور میں، رسالت کے دَور میں، بڑی ابتلاؤں کا سامنا کرنا پڑا، آگ کے الاؤ میں ڈالے گئے وطن سے نکالے گئے اور بڑی تکلیفیں آپؑ نے برداشت کیں، اسی طرح آپؑ پر بھی تکلیفیں آئیں گی، لیکن اللہ تعالےٰ آپؑ کو نبوت سے سرفراز فرمائیں گے۔

اور آگے پھر بیٹے کے طور پر بیان فرمایا اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ؏ بے شک (میرے بیٹے) تیرا رب علم والا، حکمت والا ہے ——— کیا مطلب؟ اللہ سب کچھ جانتے ہیں۔ جس کو نبی بنانا ہو اس کو نبی بنا دیتے ہیں۔ اور اللہ حکیم ہیں، اللہ جو فیصلہ کرتے ہیں اس فیصلے میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہوتی ہے۔

میرے بھائیو! یہ پہلا رکوع ہے سورتِ یوسف کا اور ہمارے اپنے نظام کے مطابق ہر سورت کے پہلے ہی رکوع پر درس دیا جاتا ہے ——— قصۂ یوسف علیہ السلام کے بیان کرنے میں میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ خالی ایک قصہ ہی نہیں بیان کرتے کہ یوسف علیہ السلام دنیا میں یوں تشریف لائے، یہ واقعہ ہوا، بلکہ اس قصے میں مسلمانوں کے لئے بہت بڑے بڑے سبق ہیں۔ اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کی بشارت ہے جیسے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکالا گیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ نکالنے والی آپؐ کی قوم قریش ہی تھی۔ مدینہ منورہ میں پھر آپؐ کچھ زمانہ رہے، پھر آپؐ فاتحانہ طور پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اور سارے عرب میں لا اللہ الاّ اللہ محمدٌ رسول اللہ کا نام بلند ہوا۔

میرے آپ کے لئے اس قصے میں جو سب سے بڑی بات ہے وہ یہ ہے کہ انسان اپنی پاکیزگی کے ساتھ، اپنی طہارت اور تقوے کے ساتھ، اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان علوم سے مشرف ہو سکتا ہے جن علوم کو ہم علوم روحانیات کہہ سکتے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اور دوسرے روحانی علماء نے اس پر بڑی بحثیں کی ہیں اور اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ انسان اگر اپنے اعمالِ صالحہ کا مرتکب ہو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے تو کائنات میں اور فضا میں جو کچھ ہو رہا ہے، جو کچھ ہونے والا ہے اللہ اس پر اس کو مطلع کر دیتے ہیں لیکن اس میں چند شرطیں ہیں۔

سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ جو خواب شریعتِ مطہرہ کے خلاف ہو اس خواب پر اعتماد نہ کیا جائے کیونکہ حجت میرے لئے اور آپ کے لئے آج صرف قرآن مجید ہے اور قرآن وحدیث کی وہ شرح جس کو ہم فقہ کے نام سے تعبیر کر سکتے ہیں وہ ہمارے لئے حجت ہے۔ اگر ایک آدمی کو خواب میں کچھ ایسی بات نظر آ جائے جو شریعت کے خلاف ہو تو اس کے خواب کو ہم قطعاً قابلِ اعتماد نہیں سمجھیں گے، نہ وہ اس کے لئے قابلِ اعتماد ہے، نہ وہ ہمارے لئے قابلِ اعتماد ہے۔ ہاں ویسے خوابوں سے انکار نہیں کرنا چاہئے۔ جس کسی کو خواب آئے، عالمِ بیداری میں کچھ ایسی باتوں کا شہود ہو جائے، اس کا انکار نہیں کرنا چاہئے۔

سید اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے گروہ علماءِ توحید کے بہت بڑے سرتاج ہیں (شہیدِ بالاکوٹ)۔ انہوں نے اپنی کتاب عبقات میں اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کوئی انسان عالمِ مثال کا انکار کر دے، کوئی انسان خوابوں کی زندگی کا انکار کر دے تو اس کو شریعتِ مطہرہ کے ہزارہا احکام کا انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ہمارے ہاں بہت سی ایسی باتیں ہیں۔ اذان کو ہی آپ دیکھ لیں۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ

ایک صحابیؓ نے اذان خواب میں دیکھی، خواب میں آپ پر القار ہوا تو آپ نے آ کر وہ خواب امام الانبیا (صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پیش فرمایا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس خواب کی تصدیق کی — بلکہ حدیثوں میں آتا ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد صحابہ کرامؓ سے پوچھا کرتے تھے کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہو تو اپنا خواب بیان کرے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اس خواب کو سنتے تھے اور اس کی تعبیر بیان فرمایا کرتے تھے اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اس خواب کو قبول فرماتے تھے۔

تو خواب کا انکار کردینا یا خواب کو یہ کہہ دینا کہ یہ ایسی چیز ہے، یہ شرعی اعتبار سے درست نہیں ہے۔ پھر خصوصاً وہ خواب جن کو ہم رویائے صادقہ کہہ سکتے ہیں، جن کو ہم رویائے صالحہ کہہ سکتے ہیں۔ سب سے بڑا صالح خواب کیا ہے؟ جس میں کسی خوش بخت کو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے، اس کا انکار کرنا شریعتِ مطہرہ کے ایک بہت بڑے رُکن کا انکار ہے۔

میرے بھائی! ہم اس بات کے قائل ہیں، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ رَآنِی فَقَدْ رَآ حَقًّا فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ — جس نے مجھے دیکھا۔ خواب میں دیکھا یا عالم بیداری میں دیکھا، وہ سمجھے کہ اس نے مجھ ہی کو دیکھا۔ اس لئے کہ شیطان میری شکل مثالی بھی نہیں بنا سکتا، حقیقی تو بجائے خود رہی، اور ہمارے پاس اس مسئلے پر بڑا کافی مواد موجود ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے ولی گذرے ہیں دسویں صدی ہجری میں جنہوں نے تفسیر جلالین لکھی اور درِ منثور تفسیر لکھی اور بہت سی کتابیں آپؒ نے لکھیں۔ بہت بڑے مصنف ہیں اور ہمارے بعض علماء کے عقیدے کے مطابق وہ دسویں صدی ہجری کے مجدد ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے چودہ مرتبہ عالم بیداری میں جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کی ہے اور علامہ عبدالوہاب شعرانی نے "لطائف المنن" ایک کتاب لکھی ہے اُس میں آپ نے تصریح کی ہے کہ میں نے چوبیس مرتبہ عالم بیداری میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کی ہے۔

تو اگر کوئی خوش بخت یہ کہہ دے تو ہمیں مان لینا چاہئے۔ اس میں کوئی امتناع نہیں، بُعد نہیں۔ اور خواب میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کو آ جائیں، تب بھی اُسے مان لینا چاہیئے اس میں کوئی بُعد نہیں۔ ہو سکتا ہے۔

آپ یہ سن کر تعجب کریں گے، پٹنہ میں ایک لائبریری ہے "خدا بخش لائبریری"۔ اب تو وہ پٹنے میں رہ گئی (اللہ ہندوستانی مسلمانوں پر اپنا فضل و کرم فرمائیں، اپنی نمازوں میں ان کے لئے دعا کیا کریں، وہ کروڑوں کی تعداد میں آج ہندوؤں کے مظالم کا تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں، اللہ ان کی اعانت فرمائے اللہ ان کی مددگیری کرے۔ اُن بھائیوں نے اپنے آپ کو آگ میں ڈالا اور ہمارے لئے ایک گلشن خطۂ پاکستان کا پیش کیا۔ انہوں نے اپنے آرام کو ہمارے آرام پر قربان کیا۔ ہم اگر اور کچھ نہیں کر سکتے تو اللہ سے دعائیں تو کر سکتے ہیں اور دعا کے متعلق فرمایا۔ اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ دعاؤں سے بہت کچھ ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول کرتے ہیں، اللہ میری اور آپ کی دعاؤں کو بھی قبول فرمائیں)

تو پٹنہ جو بہار کا دارالخلافہ ہے، وہاں ایک لائبریری ہے، خدابخش لائبریری اُس کا نام ہے اس کی فہرست چھپی ہوئی ہے اور چھوٹا سا تعارف بھی ہے اس میں اپنے کتب خانے کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ میں ایک دن گھر میں سویا ہوا تھا، میں دروازے سارے بند کر کے آیا۔ دفتر وغیرہ سارا ٹھیک ٹھاک کر کے آیا۔ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں میرے کتب خانے میں اور کسی نے مجھ سے کہا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے ہیں۔ میں دوڑتا ہوا گیا، میں نے دیکھا خواب میں کہ بڑی مخلوقات کا ہجوم ہے اور کتب خانے کے دروازے کھلے ہیں۔ جب میں اندر گیا تو دیکھا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے جا چکے تھے۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) حدیث کی یہ دو کتابیں دیکھ کر تشریف لے گئے ہیں اور واقعی تشریف لائے تھے۔ وہ کہتے ہیں میں خواب سے بیدار ہوا۔ صبح میں جب کتب خانے میں پہنچا تو میں نے میز پر دو کھلی ہوئی حدیث کی کتابیں پائیں۔ چنانچہ انہوں نے وصیت کی ہے۔ ان دو حدیث کی کتابوں کو کتب خانے سے کبھی باہر نہ کیا جائے جن کو امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھ کر گئے ہیں۔

یہ سعادت کی باتیں ہیں، یہ تو اپنا اپنا تعلق ہے۔ جس کو امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تعلق ہے، ہو سکتا ہے کہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لے آئیں اور ایسے خوش نصیب اس وقت بھی دنیا میں ہوں گے جن کو عالم رؤیا میں تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بشارت ہوتی ہی ہے اور ایسے بھی ہوں گے جن کو عالم بیداری میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہوتی ہے۔ اس مسئلے پر میرا اپنا ایک رسالہ ہے۔ "رحمتِ کائنات" اگر آپ اس کو پڑھ سکیں تو اچھی بات ہے۔ بہرکیف اس عقیدے کا ماننا ضروری ہے کہ عالم رؤیاء ایک مستقل جہان ہے۔ اور اس میں جو کچھ کسی انسان پر تجلّیات ہوتی ہیں اس کی تعبیریں ہوتی ہیں اور ان تعبیروں کو صحیح مانا جائے اور خصوصیت کے ساتھ جو کوئی خوش بخت اس شرف سے مشرف ہو جائے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اسے زیارت ہو تو وہ اپنے آپ کو خوش بخت سمجھے۔ ہاں اگر اس نے غلطی سے کہہ دیا اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نظر نہیں آئے، ویسے اس نے کہہ دیا، کسی بہانے کے لئے، کسی وجہ کے لئے، تو پھر اس کی تعزیر بھی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ — جس نے مجھ پر

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

(البقرہ:۔ ۲۷۲ - ۲۷۳)

ترجمہ:۔ اور جو کچھ خرچ کرو گے تم مال سو اپنے ہی واسطے جب تک کہ خرچ کرو گے اللہ ہی کی رضا جوئی میں اور جو کچھ خرچ کرو گے خیرات سو پوری ملے گی تم کو اور تمہارا حق نہ رہے گا۔ خیرات ان فقیروں کے لیے جو رکے ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں چل پھر نہیں سکتے ملک میں سمجھے ان کو ناواقف مال دار ان کے سوال نہ کرنے سے تو پہچانتا ہے ان کو ان کے چہرے سے، نہیں سوال کرتے لوگوں سے لپٹ کر اور جو کچھ خرچ کرو گے کام کی چیز وہ بیشک اللہ کو معلوم ہے۔

(ترجمہ شیخ الہندؒ)

تشریح:۔ اللہ کی راہ میں جس کو مال دو گے تم کو اس کا ثواب دیا جائے گا. مسلم، غیر مسلم کسی کی تخصیص نہیں، یعنی جس پر صدقہ کرو اس میں مسلم کی تخصیص نہیں البتہ صدقہ میں یہ ضرور ہے کہ محض لوجہ اللہ ہو۔

یعنی ایسوں کا دینا بڑا ثواب ہے جو اللہ کی راہ اور اس کے دین کے کام میں مقید ہو کر چلنے پھرنے کھانے کمانے سے رک رہے ہیں اور کسی پر اپنی حاجت ظاہر نہیں کرتے جیسے حضرتؐ کے اصحابؓ تھے۔ اہلِ صفہ رضؓ نے گھر بار چھوڑ کر حضرتؐ کی صحبت اختیار کی تھی علم دین سیکھنے کو اور مفسدین فتنہ پردازوں پر جہاد کرنے کو اسی طرح اب بھی جو کوئی قرآن کو حفظ کرے یا علمِ دین میں مشغول ہو تو لوگوں پر لازم ہے کہ ان کی مدد کریں اور چہرہ سے ان کو پہچاننا اس مطلب یہ ہے کہ ان کے زرد اور بدن دُبلے ہو رہے ہیں اور آثار جدوجہد ان کی صورت سے نمودار ہیں

(حاشیہ شیخ الہندؒ و شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

اسلام نے دولت کی زیادہ سے رضاکارانہ تقسیم کو ہی کامیابی کا حقیقی معیار قرار دیا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے۔ جب آپ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا۔

"وہ لوگ تباہ و برباد ہو گئے"

میں نے کہا "میرے ماں باپ آپ پر قربان، کون لوگ تباہ و برباد ہو گئے؟"

آپ نے فرمایا "وہ تباہ و برباد ہو گئے جو مال دار ہونے کے باوجود خرچ نہیں کرتے۔ کامیاب وہی ہو گا جو اپنی دولت کو لٹائے، سامنے والوں کو دے پیچھے والوں کو دے، دائیں اور بائیں جانب والوں کو دے —— اور ایسے مال دار خرچ کرنے والے تو بہت ہی کم ہیں"

اسلام نے صرف دولت کی رضاکارانہ تقسیم پر زور دیا ہے بلکہ ارتکازِ دولت کو بدترین جرم قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ مال و دولت جمع کرنے والوں کے لیے درد ناک عذاب کی خوش خبری ہے۔ قیامت کے دن یہ مال دوزخ کی آگ میں دہکایا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیاں، گردنیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور یہ مال ان کے گلے میں طوق بنا کر ڈال جائے گا

(التوبہ:۔ ۳۴)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو بہت سے عالم اور درویش اہل کتاب کے کھاتے ہیں مال لوگوں کے ناحق اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے —— اور جو لوگ گاڑھ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو ان کو خوش خبری سنا دے درد ناک عذاب کی —— جس دن کہ آگ دہکا دیں گے اس مال پر دوزخ کی پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور گردنیں اور پیٹھیں۔ کہا جائے گا یہ ہے جو تم نے گاڑھ کر رکھا تھا اپنے واسطے اب چکھو مزا اپنے گاڑھنے کا

(ترجمہ شیخ الہندؒ)

تشریح:۔ یعنی روپیہ لے کر احکام شرعیہ اور اخبار الٰہیہ کو بدل ڈالتے ہیں۔ ادھر عوام الناس نے انہیں، جیسے پہلے گزرا خدائی کا مرتبہ دے رکھا ہے، جو کچھ غلط سلط کہہ دیں وہی ان کے نزدیک حجت ہے اس طرح یہ علما و مشایخ نذرانے وصول کرنے اور ٹکے بٹورنے اور اپنی سیادت اور ریاست قائم رکھنے کے لیے عوام کو مکر و فریب کے جال میں پھنسا کر راہِ حق سے روکتے رہتے ہیں کیونکہ عوام اگر ان کے جال سے نکل جائیں اور دینِ حق اختیار کر لیں تو ساری آمدنی بند ہو جائے۔ یہ حال مسلمانوں کو سنایا تاکہ متنبہ ہو جائیں کہ اُمتوں کی خرابی اور تباہی کا بڑا سبب تین جماعتوں کا خراب و بے راہ ہونا اور اپنے فرائض کو چھوڑ دینا ہے۔ علمائ مشائخ اور اغنیاء و رؤسا— ان میں سے دو کا ذکر تو ہو چکا۔ تیسری جماعت (رؤسا) کا آگے آتا ہے۔ ابن المبارکؒ نے خوب فرمایا ؎

وَھَلْ اَفْسَدَ الدِّیْنَ اِلَّا الْمُلُوْکُ،
وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَرُھْبَانُھَا،

—— جو لوگ دولت اکٹھی کریں خواہ وہ حلال طریقہ سے ہو مگر خدا کے راستہ میں خرچ نہ کریں۔ (مثلاً زکوٰۃ نہ دیں اور حقوق واجبہ نہ نکالیں) ان کی یہ سزا ہے تو اسی سے ان احبار و رہبان کا انجام معلوم کرو جو حق کو چھپا کر یا بدل کر روپیہ بٹورتے ہیں اور ریاست قائم رکھنے کی حرص میں عوام کو خدا کے راستے سے روکتے پھرتے ہیں۔ بہر حال دولت وہ اچھی ہے جو آخرت میں وبال نہ بنے —— بخیل دولت مند سے جب خدا کے راستے میں خرچ کرنے کو کہا جائے تو اس کی پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں۔ زیادہ کہو تو اعراض کر کے ادھر سے پہلو بدل لیتا ہے اگر اس پر بھی جان نہ بچی تو پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے اس لیے سونا چاندی تپا کر انہی تین موقعوں (پیشانی، پہلو، پیٹھ) پر داغ دیئے جائیں گے تاکہ اس کے جمع کرنے اور گاڑنے کا مزا چکھے۔

(حاشیہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

(آل عمران:۔ ۱۸۰)

ترجمہ:۔ اور نہ خیال کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس چیز پر جو اللہ نے ان

کو دی ہے اپنے فضل سے کہ یہ بخل بہتر ہے ان کے حق میں بلکہ یہ بہت برا ہے ان کے حق میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا ان کے گلوں میں وہ مال جس میں بخل کیا تھا، قیامت کے دن اور اللہ وارث ہے آسمان اور زمین کا اور اللہ جو کرتے ہو سو جانتا ہے۔

(ترجمہ شیخ الہندؒ)

تشریح:- جو شخص بخل و حرص وغیرہ رذیل خصلتوں میں یہود و منافقین کی روش اختیار کرے گا اسے بھی اپنے درجہ کے موافق اسی طرح کی سزا کا منتظر رہنا چاہیئے چنانچہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ مانعینِ زکوٰۃ کا مال سخت زہریلے اژدہے کی صورت میں متمثل کر کے ان کے گلے میں ڈالا جائے گا۔

(حاشیہ شیخ الہندؒ و شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

(باقی آئندہ)

پولیس نے مجھ پر نماز میں لاٹھیاں برسائی تھیں

حضرت مولانا عبیداللہ انور کے مقدمہ میں استغاثہ کے گواہ کا بیان

لاہور ۱۴ر اکتوبر۔ آج مسٹر جسٹس شیخ شوکت علی کی عدالت میں مولانا عبیداللہ انور کے مقدمہ میں جناب عزیز جمال سینئر رپورٹر اے پی پی، جناب فاروق احمد چیف فوٹو گرافر نوائے وقت اور ڈاکٹر ظفرالحق نے استغاثے کے گواہوں کی حیثیت سے شہادت دی۔ مؤخر الذکر نے عدالت کو بتایا کہ وہ نفل پڑھتے ہوئے رکوع میں تھے کہ پولیس نے ان پر لاٹھی چارج کر دیا اور پھر ان کے گلے کے گرد مفلر لپیٹ کر گھسیٹتے ہوئے انھیں پولیس گاڑی میں ڈال لیا

سابق پنجاب میڈیکل سول سروس کے ریٹائرڈ رکن ڈاکٹر ظفرالحق نے گواہی دیتے ہوئے عدالتِ عالیہ کو بتایا کہ ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۸ء کو مستی گیٹ کے باہر پولیس نے لاٹھی چارج کرنے سے پہلے مجمع کو منتشر کرنے کے لیے کوئی ہدایت نہیں دی تھی اور اس سلسلے میں کوئی رسمی اعلان نہیں کیا گیا تھا۔ گواہ نے اس بات سے انکار کیا کہ اس نے گاڑی پر نصب لاؤڈ سپیکر کو وہاں دیکھا تھا۔ انھوں نے بتایا کہ وہ سامنے کی طرف سے پانچویں صف میں کھڑے ہوئے نماز جمعہ ادا کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ وہ ابھی نوافل کے رکوع میں گئے ہی تھے کہ اُن پر لاٹھی کی پہلی ضرب لگی۔ اس کے بعد ایک سپاہی نے ان کے مفلر کو ان کی گردن کے گرد لپیٹ کر گھسیٹا اور انھیں پولیس کی گاڑی میں ڈال لیا۔ انھوں نے الزام لگایا کہ لاٹھی چارج کے دوران پولیس افسروں نے ان کی نئی اومیگا گھڑی سے انھیں محروم کر دیا۔ جس کی مالیت پانچ سو روپے تھی۔ اسی طرح ان کے جوتے بھی گم ہو گئے جو نماز پڑھتے وقت ان کے سامنے ہی پڑے ہوئے تھے۔

ڈاکٹر ظفرالحق کو عدالت کی اجازت سے کرسی مہیا کر دی گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ۲۰ر دسمبر ۶۸ء کے لاٹھی چارج کے باعث اب تک علیل ہیں۔ وُہ صحیح طور پر بول بھی نہیں سکتے۔ ہکلا کر بولتے ہیں۔ یہ بھی اسی لاٹھی چارج کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے عدالت کو بتایا کہ وُہ کسی دُوسرے شخص کا سہارا لیے بغیر نہیں چل سکتے۔ نہ ٹھیک طور پر اب ان کی زبان اٹھتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ اس حادثے کے بعد وُہ ڈاکٹر کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کرنے سے بھی معذور ہو چکے ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ ان کی عمر ۶۸ سال ہے۔ وہ جمعیۃ علماء اسلام کے رکن نہیں ہیں اور نہ ہی ان کا کسی دوسری مذہبی یا سیاسی جماعت سے تعلق ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں مستی گیٹ کے باہر صرف نمازِ جمعہ ادا کرنے کی غرض سے گیا تھا اور میرا مقصد جلوس میں شامل ہونا نہیں تھا۔

ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ پولیس گرفتاری کے بعد انھیں شاہدرہ تھانے لے گئی اور شام کو انھیں ایک تحریر لے کر رہا کر دیا گیا اس تحریر میں انھوں نے اعتراف کیا تھا کہ ان کا کسی سیاسی جماعت سے تعلق نہیں ہے اور وُہ صرف نماز پڑھنے کی غرض سے آئے تھے۔

اے پی پی کے سینئر رپورٹر جناب عزیز جمال نے عدالت میں بتایا کہ جمعۃ الوداع کے اجتماع پر پولیس کے لاٹھی چارج کی جو رپورٹ انھوں نے دی تھی۔ وہ ان کی دانست کے مطابق ۲۱ر دسمبر کے پاکستان ٹائمز میں درست چھپی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ان کی رپورٹ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک حصّہ ان واقعات پر مشتمل ہے جو انھوں نے از خود دیکھا۔ اور دوسرا حصہ ان باتوں پر مشتمل ہے جو انھوں نے دوسرے ذرائع مثلاً پولیس۔ وغیرہ سے حاصل کیں۔ انھوں نے صفائی کے وکیل کے سوال کے جواب میں بتایا۔ کہ انھوں نے موقعہ پر پولیس افسروں کو تو دیکھا تھا۔ لیکن انھیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نظر نہیں پڑے۔ انھوں نے بتایا کہ نماز کے بعد ابھی لوگ دو دو کی قطاروں میں جلوس کو مرتب کرنے ہی لگے تھے کہ پولیس نے لاٹھی چارج شروع کر دیا۔

جناب عزیز جمال نے بتایا کہ اس جگہ پر متعدد پولیس کی گاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ لیکن انھوں نے کسی گاڑی میں لاؤڈ سپیکر نصب نہیں دیکھا اور نہ انھوں نے جلوس کو منتشر ہونے کے لیے کوئی اعلان سُنا۔

نوائے وقت کے چیف فوٹو گرافر جناب فاروق احمد نے گواہی دیتے ہوئے عدالتِ عالیہ میں بتایا کہ مستی گیٹ کے باہر پولیس کی تعداد چھ سات سو تھی جس نے جمعۃ الوداع کے اجتماع پر لاٹھی چارج کیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ وہ ذاتی طور پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سٹی مجسٹریٹ اور ایس ایس پی کو جانتے ہیں۔ لیکن انھوں نے لاٹھی چارج تک ان میں سے کسی کو بھی موقعہ پر نہیں دیکھا تھا۔ جناب فاروق احمد نے بتایا کہ لاٹھی چارج کا سارا منظر انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور انھوں نے ڈی ایس پی شریف چیمہ کو بید مارتے ہوئے دیکھا تھا۔ (اپ پ ا)

تعارف و تبصرہ

حافظ نور محمد انور

نام کتاب "حقیقت رمضان" از پروفیسر، فضل احمد عارف۔ ہدیہ ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ:۔ حافظ خیر محمد نور محمد ۱۴ بی شاہ عالم لاہور

اس کتاب میں رمضان المبارک کے فضائل و محاسن مفصل طور پر درج کر دیئے گئے ہیں۔ ہمارے خیال کے مطابق رمضان المبارک کے موضوع پر ایسی مفصل کتاب پہلے کسی نے نہیں لکھی۔ صفحہ ۵۱ پر حروفِ رمضان کے روحانی اسرار کے عنوان کے تحت لکھا ہے۔

"مشائخ طریقت اور صوفیائے کرام نے رمضان کے لفظ میں روحانی اسرار بھی دریافت کئے ہیں اور اس باب میں خوب نکتہ آفرینی کی ہے۔ مثلاً شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین میں تحریر فرماتے ہیں۔ رمضان پانچ حرفوں سے مل کر بنا ہے۔

"ر" سے مراد رضوان اللہ (رضائے الٰہی) "م" سے مراد محاباۃ اللہ (عشق الٰہی) "ض" سے مراد ضمان اللہ (اللہ کی ضمانت) "ا" سے مراد الفت اللہ (اللہ کی الفت) اور "ن" سے مراد نوراللہ (اللہ کا نور) ہے۔ پس رمضان خاص طور پر اولیائے کرام اور نیک لوگوں کے لیے خدا کی رضا، عشق و محبت، ضمانت و صیانت اور نور و نوال کا مہینہ ہے

رمضان ہی ایک ایسا مہینہ ہے کہ جس کا نام قرآن پاک میں آیا ہے۔ رمضان میں، جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور شیطان مقید کر دیئے جاتے ہیں۔ رمضان کی ہر رات لوگ دوزخ سے آزاد ہوتے ہیں۔ الغرض اس فضل و رحمت کے مہینے میں دیگر فضول کاموں کی بجائے اس کتاب کا مطالعہ کیجئے اور رمضان المبارک کے فضائل و محاسن پڑھ کر لطف حاصل کیجئے۔

"تحفۃ الصیام" از قاری شریف احمد صاحب ہدیہ مجلد درجہ اول تین روپے پچیس پیسے درجہ دوم دو روپے پچیس پیسے علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ:۔ رشید احمد ریلوے جامع مسجد سٹی اسٹیشن میکلوڈ روڈ کراچی ۱

اس کتاب میں بھی رمضان المبارک کی فضیلت مفصل طور پر درج کردی گئی ہے مثلاً رمضان، سحر و افطار، اعتکاف، شب قدر، تراویح اور دوسرے بہت سے مسائل نفلی روزوں، سال کے بارہ مہینوں، ہفتہ کے دنوں کی فضیلت کا مفصل بیان ہے۔ اور کتاب کے متعلق بلند پایہ علمائے کرام کی آراء بھی درج ہیں۔

مؤلف نے روزہ کے ضروری مسائل نہایت سلیس زبان میں بیان فرمائے ہیں کہ معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی ہر مسئلہ کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ آج کے دور میں بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو رمضان المبارک کا احترام نہیں کرتے بلکہ جو احترام کرتے ہیں اُنکا بھی مذاق اُڑاتے ہیں۔ اور یہاں تک کفریہ کلمہ کہہ دیتے ہیں کہ روزہ وہ رکھتا ہے۔ جس کے گھر میں (معاذاللہ) کھانے کو نہ ہو۔

یہی وہ باتیں ہیں جن کی وجہ سے آج مسلمانوں کو ذلت و خواری کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے۔

یاد رکھئے: مسلمان تب ہی با عزت اور سربلند ہوسکتا ہے۔ جب وہ اپنے مذہب میں پختہ ہو۔ جہاں تک ہوسکے اس فضل و رحمت کے مہینہ میں بُرے کاموں سے بچیئے اور اچھے کاموں کی طرف رغبت کیجئے اور اس مبارک ماہ کے فضائل و محاسن کی کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔

"فضائل درود شریف" یوں تو درود شریف کے فضائل پر بہت سے بزرگوں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ لیکن زیر نظر کتابچہ کو جمعیۃ کے ایک مخلص کارکن حافظ قاری فیوض الرحمٰن ڈبل ایم اے نے نہایت عرقریزی سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتابچہ نہایت مختصر اور جامع ہے اس کتابچہ میں مؤلف موصوف نے صلوٰۃ و سلام کا مطلب قرآن کریم میں اس کا حکم اُس کے فضائل و برکات درود شریف کی بعض خاصیتیں، یہ اور اس قسم کے دیگر ضروری عنوانات پر محققانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ جانشین حضرت شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور اور مولانا حافظ نورالحسن خاں صاحب پروفیسر پنجاب یونیورسٹی نے اپنی اپنی تقریظ لکھ کر اس کی افادیت کو اور بھی بڑھا دیا ہے

ہدیہ صرف ۲۵ پیسے ہے۔ فری تقسیم کرنے والوں اور ایجنٹوں کے لیے خاص رعایت ہے شائقین اولین فرصت میں مطلوبہ نسخے مختص کروالیں۔

ملنے کا پتہ: دفتر جمعیۃ العلماء اسلام لاہور

"اَلْھَمْزِیَۃُ النَّبَوِیَۃُ" مصر کے قومی شاعر احمد شوقی کا یہ نعتیہ قصیدہ پنجاب یونیورسٹی کے ایم اے (عربی) کے نصاب میں داخل ہے۔ اس میں جناب شوقی نے ولادت نبوی، شمائل نبوی، معراج نبوی، جہاد نبوی، اسلام اور اس کی خصوصیات اور دعا کے مقدس عنوانات پر بڑے فنکارانہ انداز میں دل کی گہرائیوں سے اشعار نظم کئے ہیں۔

یہ قصیدہ شوقی کے مجموعہ کلام الشوقیات سے لیا گیا ہے۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے اور وہ بھی بہت کم دستیاب ہوتی ہے۔ کتاب مشکل ہے اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کا اس سے پہلے کسی زبان میں کوئی ترجمہ نہیں ہوا۔ حافظ قاری فیوض الرحمان ڈبل ایم اے نے اسکا اردو ترجمہ کردیا ہے۔ جس کی وجہ سے اب اُردو داں طبقہ کو بھی "الھمزیہ" کے مطالب سمجھنے میں بڑی سہولت ہوجائے گی۔

ملک کے مشہور اہل قلم جناب ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب، مولانا حافظ نورالحسن خاں صاحب اور مولانا اجمل خاں صاحب نے اس کتاب پر اظہار رائے کرکے اس کی اہمیت کو چار چاند لگادیئے ہیں۔

یہ قصیدہ بڑا خیال انگیز اور ایمان افروز ہے۔ ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدت مند اس گلدستہ سے مشام جان کو معطر کرنے کا سامان کریں۔ اور کم از کم ایک بار ضرور اس کا مطالعہ فرمائیں۔

طباعت نہایت عمدہ، صفحات، ۱۴۸

ناشر: المکتبۃ العلمیہ۔ لیک روڈ لاہور۔

ملنے کا پتہ:۔ دفتر جمعیۃ علمائے اسلام لاہور۔

بقیہ: پاکستان کی حج پالیسی۔۔۔

بات پر اصرار کرتے رہے کہ اصل فارم ساتھ ہوں۔ بعض فارموں پر قرعہ اندازی میں ناکامی کی مہر نہ پائی تو اسے بھی مسترد کر دیا یعنی متعلقہ دفتر کے ملازمین اور سرکاری اہلکاروں کی غلطی کی سزا بھی بے چارے سیدھے سادے دیہاتی عازمین حج کو ملتی ہے (باقی آئندہ)

خدام الدین کی اشاعت بڑھانا آپکا اخلاقی فریضہ ہے

ہفتہ وار درس حجۃ اللہ البالغہ

دورِ حاضر کے عمرانی مسائل پر فلسفہ ولی اللّٰہی کی روشنی میں سلسلہ تقاریر

ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور کے زیر اہتمام "حجۃ اللہ البالغہ" مصنفہ حکیم الامّت حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ کا ہفتہ وار درس ہر اتوار کو صبح ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک بمقام دفتر سوسائٹی ۲۲۳- این، شاہ ولی اللہ روڈ، سمن آباد، لاہور ہوتا ہے۔ درس ولی اللہ سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری صاحب دیتے ہیں جو امام انقلاب شارح حکمت ولی اللّٰہی حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے فیض یاب ہیں۔ اور ان کے معتمد خصوصی رہ چکے ہیں۔ آغاز امام صاحب کے عمرانی افکار سے کیا گیا ہے۔ آخری پندرہ منٹ درس کے موضوع کے متعلق توضیحی سوال وجواب کے لئے مخصوص ہیں۔ اہل علم حضرات کے لئے "فلسفہ ولی اللّٰہی کے خصوصی مطالعہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ باذوق اصحاب کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ تشریف لاکر اس مطالعے سے مستفید ہوں اور ان افکار کو پاکستان میں ایک ترقی کن خوشحال معاشرے کی تشکیل وتعمیر کے لئے بنیاد بنائیں۔

الداعی: محمد مقبول عالم بی اے جائنٹ سیکرٹری
ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور

پروگرام جانشینِ شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انورؔ

۲۵ر اکتوبر بروز ہفتہ - ٹیکسلا
۲۶ر اکتوبر بروز اتوار صبح ۹ بجے الحاج خوشی محمد صاحب کے مکان پر واقع ۱۵ جامن روڈ واہ کینٹ کے درسِ قرآن کی سالانہ تقریب میں شرکت فرمائینگے اور اس تقریب میں حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب خلیفۂ مجاز حضرت لاہوریؒ بھی شریک ہوں گے۔ (حاجی بشیر احمد)

بقیہ: درسِ قرآن

جان بوجھ کر جھوٹ بولا، اس کو جہنم کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اگر جھوٹ کہتا ہے کہ میں نے حضورؐ کو خواب میں دیکھا تو ظاہر بات ہے کہ وہ تو اپنی اس سزا کو بھگتے گا۔ لیکن جب یہ کہتا ہے تو ہمیں اس کے اس کہنے کا انکار نہیں کرنا چاہئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی اور ہوگا نہیں، بلکہ وہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس ارشاد کے مطابق، بخاری مسلم کی حدیث کے مطابق مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰ حَقًّا فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ — حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے اللہ مجھے آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دعائے مغفرت

محترم لطیف احمد صاحب کے بہنوئی فوت ہوگئے ہیں قارئین خدام الدین ان کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں اللہ تعالےٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

(حاجی بشیر احمد)

فضلائے جامعہ مدنیہ کی دستاربندی

۱۵ر شعبان مطابق ۲۷ر اکتوبر بروز دوشنبہ (پیر) بعد نماز عشاء جامعہ مدنیہ لاہور میں قریباً پچاس فضلاء جامعہ کی دستاربندی ہوگی جس میں بڑی تعداد میں مشائخ کبار شرکت فرمائیں گے توقع ہے کہ اس تقریب سعید میں غیر ملکی علماء کرام بھی رونق افروز ہوں گے۔ (ناظم جامعہ مدنیہ)

بچوں کا صفحہ

نماز چھوڑنے پر بدترین عذاب

محمد اکرم شاہد چشتی صابری، گوجرہ

دنیاوی عذاب

- بے نماز اللہ تعالیٰ کا نافرمان بن جاتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔
- نیک لوگوں کی فہرست سے نام کٹ جاتا ہے اور نافرمانوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے۔
- نیک لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔
- بے نماز جہاد نہیں کر سکتا۔
- وقت کی پابندی نہیں کر سکتا۔
- طرح طرح کی مصیبتیں سر پر منڈلانے لگتی ہیں۔
- زندگی میں برکت نہیں رہتی۔
- صالحین کا نور اس کے چہرے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔
- اس کے نیک کاموں کا اجر ہٹا دیا جاتا ہے۔
- اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔
- پچھلے گناہ معاف نہیں ہوتے۔
- نیک بندوں کی دعاؤں میں اس کا حق نہیں رہتا۔
- رزق میں تنگی کر دی جاتی ہے۔
- رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں۔
- ہر کام بے برکت ہو جاتا ہے۔
- بے نماز تقویٰ، پرہیزگاری، صفائی حاصل نہیں کر سکتا۔
- شیطان کا دوست بن جاتا ہے۔
- اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے جس میں اس کو جانا ضروری ہے۔
- دین پر استقامت نصیب نہ ہوگی۔
- اخلاق، رفتار، گفتار، کردار گندہ ہوگا۔

مرتے وقت عذاب

- خاتمہ ایمان پر نہ ہوگا۔
- بے نماز ذلّت سے مرے؛
- اس کی پیاس نہ بجھے گی اگرچہ سمندر بھی پی لے۔
- فرشتے اس کی روح کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالیں گے۔

قبر کے عذاب

- حساب سختی سے لیا جاتا ہے۔
- اس پر قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔
- قبر میں آگ جلا دی جاتی ہے۔
- قبر میں ایک سانپ اس پر ایسی شکل کا مقرر ہوتا ہے جس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں اور ناخن لوہے کے۔ سانپ ایک دفعہ ڈنگ مارتا ہے تو مردہ ستّر ہاتھ زمین میں دھنس جاتا ہے، اور اسی طرح اس کو قیامت تک عذاب ہوتا رہے گا۔

اُخروی عذاب

- اس کا حشر فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔
- نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں ملے گا۔
- پل صراط سے بجلی کی طرح گذرنا نصیب نہ ہوگا۔
- نیک لوگوں کی رفاقت نصیب نہ ہوگی۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے آبِ کوثر نصیب نہ ہوگا۔

دعا

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے —— خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نصیب فرمائے۔ اور دنیا سے ایمان کے ساتھ اٹھائے۔ آمین ثم آمین!

ہم مسلمان ہیں

فضل احمد تبسّم
کالا باغ

ہم مسلمان ہیں، ہم مسلمان ہیں
ساری دنیا کی نظروں میں ذیشان ہیں

ہم مسلمان ہیں مر کے مرتے نہیں — موت سے بھی کبھی ہم تو ڈرتے نہیں
کفر کی راہ سے ہم گذرتے نہیں — غلط جو کام ہو ہم وہ کرتے نہیں

دینِ حق کی حفاظت کا سامان ہیں
ہم مسلمان ہیں، ہم مسلمان ہیں

جو مقابل ہمارے اگر آئے گا! — ہم کچل دیں گے اس کو وہ گھبرائیگا
پھر پلٹ کر بھی آخر کہاں جائے گا — ہے خدا کی قسم پھر وہ پچھتائے گا

جو ہلا دیں چٹانیں، وہ انسان ہیں
ہم مسلمان ہیں، ہم مسلمان ہیں!

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ / مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۲۴۸۲ مورخہ ۷ / ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۶۷۹-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ / اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲ GM/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ / مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا
اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا